بچوں اور بچیوں کا پیارا رسالہ

ماہنامہ

تشحیذ الاذہان

ربوہ

نبوک سنہ ۱۳۵۷ ہش

ستمبر سنہ ۱۹۷۸ء

Digitized by khilafat Library Rabwah

— ایڈیٹر —

محمد شفیق قیصر

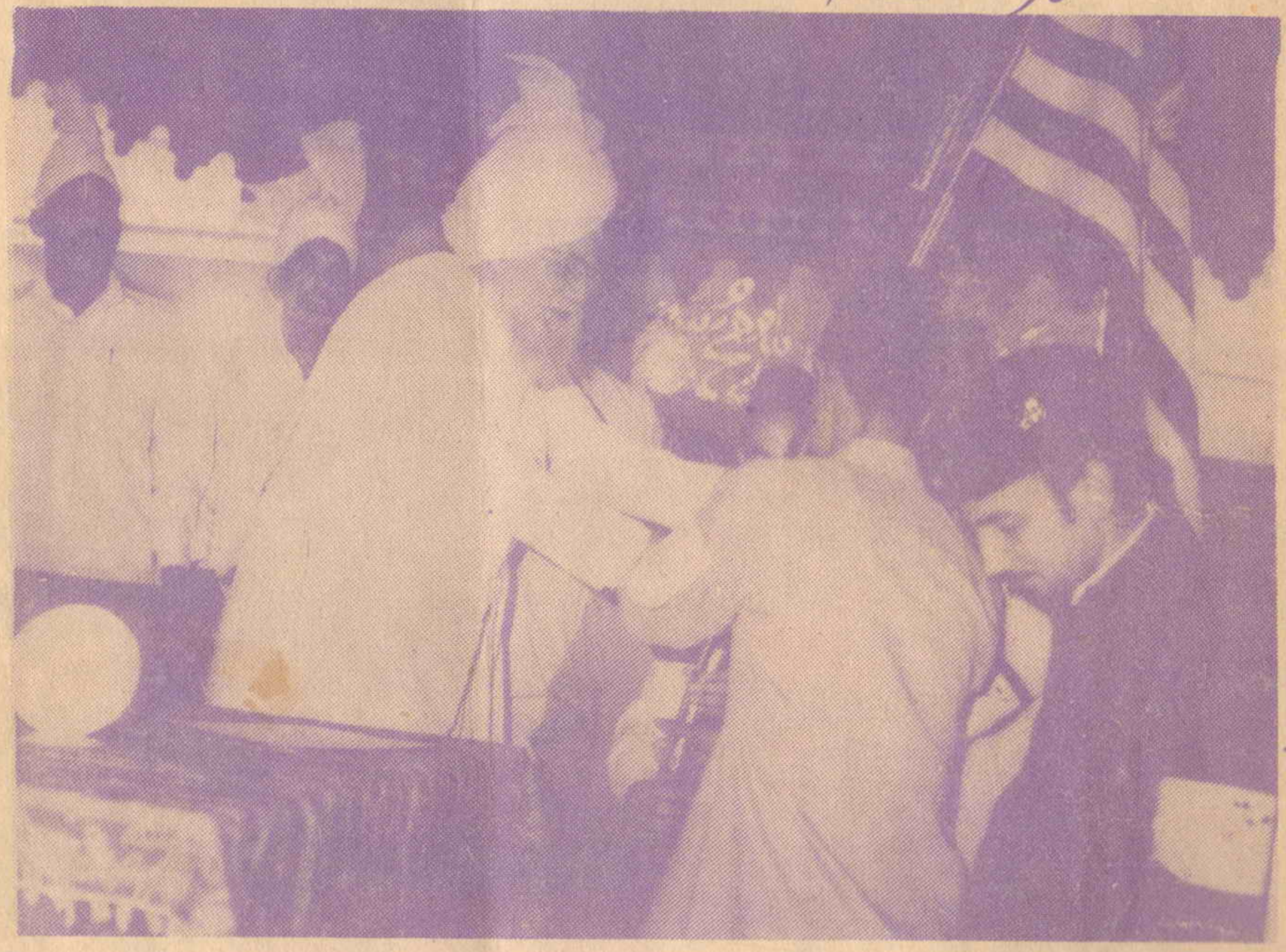

سال ۷۷-۱۹۷۶ء میں کارکردگی کے لحاظ سے مجلس اطفال الاحمدیہ ربوہ اوّل قرار پائی۔ مکرم ادریس احمد صاحب ناظم اطفال الاحمدیہ ربوہ حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے سالانہ اجتماع ۱۹۷۷ء کے موقع پر علمِ انعامی حاصل کر رہے ہیں۔

سال ۷۷-۱۹۷۶ء میں کارکردگی کے لحاظ سے مجلس اطفال الاحمدیہ ڈرگ روڈ دوم قرار پائی۔ مکرم محمد علی صاحب قائد مجلس ڈرگ روڈ حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے سالانہ اجتماع ۱۹۷۷ء کے موقع پر سندِ خوشنودی حاصل کر رہے ہیں۔

Digitized by khilafat Library Rabwah

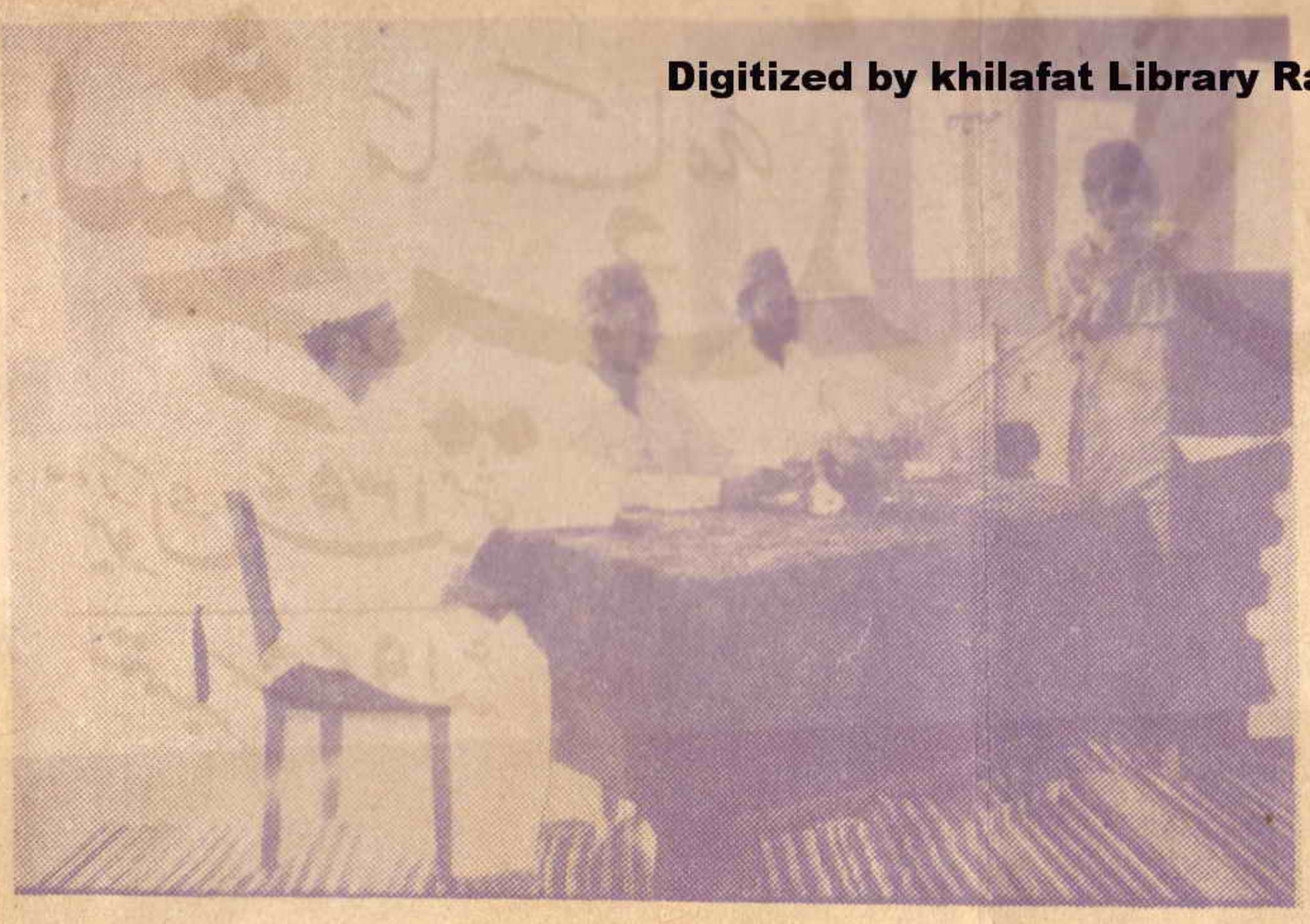

مجلس اطفال الاحمدیہ عزیزآباد
کراچی کے زیر اہتمام ہونے
والے "یوم والدین" کے اجلاسات
کے مناظر

(۱)

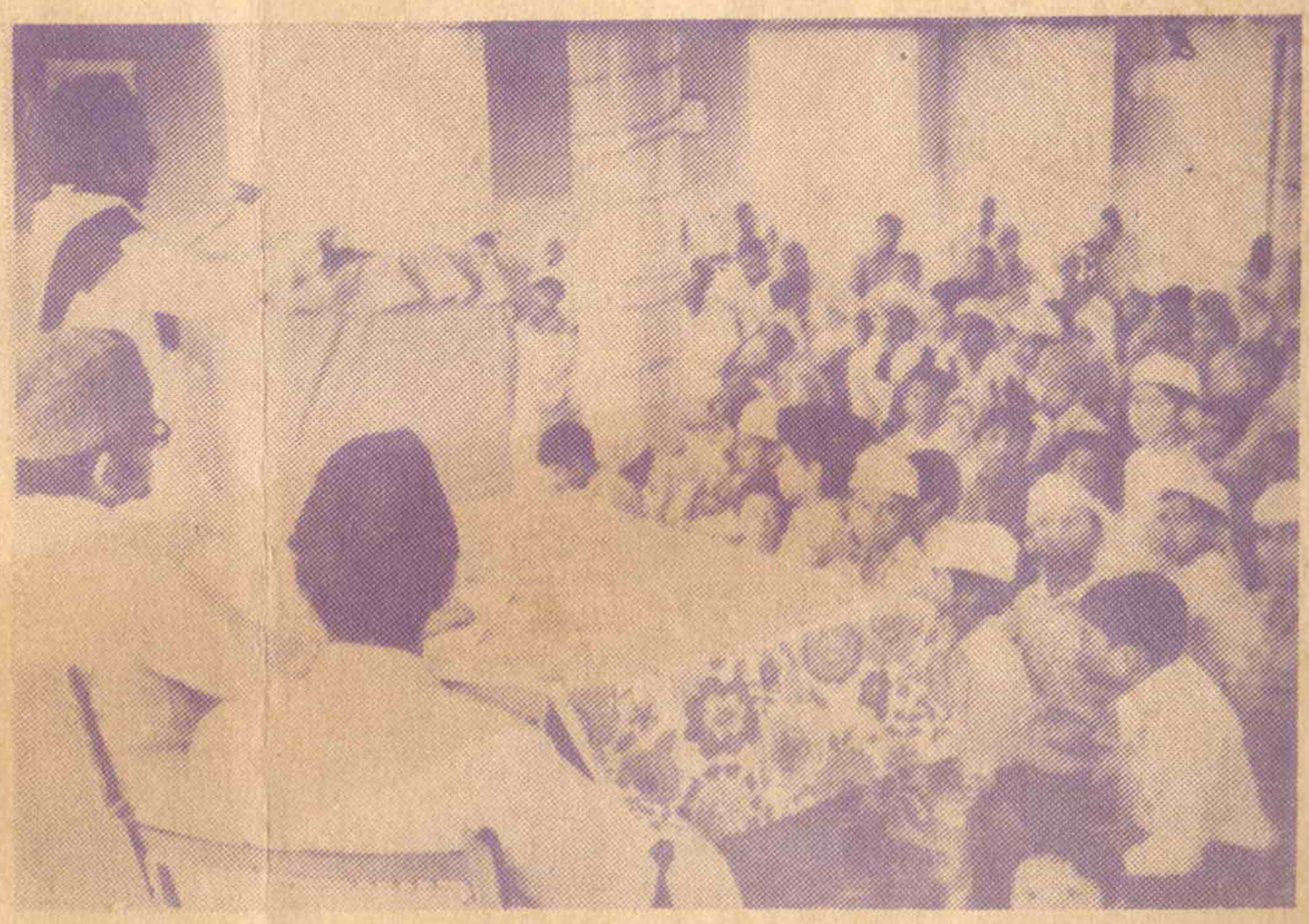

(۲)

مجلس اطفال الاحمدیہ دارالرحمت غربی ربوہ کے طفل
عزیزم مہدی علی بشیر الدین قمر امتحان بدرِ اطفال ۱۹۷۷ء
اور سالانہ مقابلہ مضمون نویسی ۱۹۷۷ء میں اوّل آئے۔

(صرف ٹائیٹل نصرت آرٹ پریس ربوہ میں چھپا)

Digitized by khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بچوں اور بچیوں کا پیارا رسالہ

جسے بڑے بھی پورے ذوق و شوق سے پڑھتے ہیں

ماہنامہ تشحیذ الاذہان ربوہ

تبوک ۱۳۵۷ ہش

ستمبر ۱۹۷۸ء

جلد ۲۰ نمبر ۹ شمارہ ۸

ایڈیٹر

محمد شفیق قیصر

نائبین

نصیر احمد قمر، عبد السمیع خاں

منیر احمد جاوید

کتابت :- محمد ارشد خوشنویس دار الصدر ربوہ

فہرست

	قال اللہ تعالیٰ	۲
	قال الرسول صلی اللہ علیہ وسلم	۲
	حقیقی عید	۳
	قرآنی اسباق (رشک اور حسد)	۵
	اللہ کی عبادت	۷
	حضرت شہزادہ عبد المجید صاحب لدھیانوی صحابی حضرت مسیح موعودؑ	۹
	ناظر بیت المال (خرچ) سے انٹرویو	۱۲
	تشحیذ ہمارا (نظم)	۱۹
	شگفتہ شگفتہ	۲۰
	اپنی اس عمر کو اک نعمت عظمیٰ سمجھو	۲۲
	چاند نکلا ہے رحمتیں لے کر (نظم)	۲۳
	خدا کشتیٔ قوم کو خود بچائے (نظم)	۲۴
	جنگ ستمبر ۱۹۶۵ء غیر ملکی نامہ نگاروں کی نظر میں	۲۵
	بزم تشحیذ	۲۸
	کھودا پہاڑ..... (مزاحیہ)	۲۹
	ننھے ادیب دماغ کہاں؟	۳۳
	کتابوں کے صفحات خبرنامہ تشحیذ	۴۳
	مجالس کی خبریں	۴۶

سالانہ چندہ :- دس روپے - فی پرچہ ایک روپیہ

پبلشر :- محمد شفیق قیصر - پرنٹر :- سید عبدالحی، مطبع ضیاء الاسلام پریس ربوہ - مقام اشاعت دفتر ماہنامہ تشحیذ الاذہان دار الصدر جنوبی ربوہ

Digitized by khilafat Library Rabwah

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی

پیارے خُدا کا پیارا فُرقان

اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ۔ ترجمہ۔ باجماعت نماز پڑھو

تشریح:۔ نماز اسلام کا سب سے پہلا سب سے زیادہ اہم اور سب سے زیادہ ضروری حکم ہے۔ جو شخص نماز پڑھنے سے انکار کر دے وہ مسلمان نہیں رہتا اور جو نماز ادا کرنے میں سُستی کرے وہ سخت گنہگار ہے۔ جس خُدا نے ہمیں پیدا کیا ہے ہمیں رہنے کو مکان اور پہننے کو کپڑے دئے۔ ہمارے کھانے کے لئے ہر قسم کی چیزیں مہیا کیں۔ ہمارے لئے چاند، سورج اور دن رات بنائے۔ ہمیں پرورش کرنے والے ماں باپ اور محبت کرنے والے بہن بھائی دئے۔ ہمارا بھی فرض ہے کہ ایسے رحیم اور کریم خُدا کا دل و جان سے حکم مانیں اور بہت شوق سے اس کی عبادت کریں ٭

قَالَ الرَّسُوْلُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

پیارے نبی کی پیاری باتیں

تَرْکُ الصَّلٰوۃِ شِرْکٌ۔ ترجمہ۔ نماز کا چھوڑ دینا شرک ہے۔

تشریح:۔ اللہ تعالیٰ نے جتنے ضروری فرض آدمی کے ذمہ لگائے ہیں ان میں سب سے بڑا فرض نماز ہے۔ قیامت میں سب سے پہلے انسان سے نماز ہی کے متعلق سوال ہوگا کہ باقاعدہ نماز پڑھتے رہے تھے یا نہیں؟

نماز کو چھوڑ دینا اتنا بڑا گناہ ہے کہ اسے شرک کہا گیا ہے۔ جو کفر کے برابر ہے۔

چنانچہ ایک دوسری حدیث میں حضور علیہ السلام نے فرمایا:۔

مَنْ تَرَکَ الصَّلٰوۃَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ کَفَرَ۔ جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑ دی وہ کافر ہو گیا۔

Digitized by khilafat Library Rabwah

حقیقی عید

از حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی رضؓ

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ۲۹ مارچ ۱۹۶۰ء کو عید الفطر کے موقعہ پر جو خطبہ عید ارشاد فرمایا وہ ذیل میں درج کیا جا رہا ہے۔ احمدی بچوں کو اس خطبہ کو غور اور توجہ سے پڑھنا چاہیئے۔ اور پھر اس خطبہ میں حضورؓ نے جن باتوں کی طرف توجہ دلائی ہے ان پر عمل کرنے کی پوری کوشش فرمائی جائے۔ اللہ تعالیٰ سب بچوں کو ان ہدایات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (ادارہ)

احادیث سے ثابت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم عید کے موقعہ پر عیدگاہ میں آتے اور جاتے ہوئے اور پھر عیدگاہ میں تشریف رکھتے وقت بھی بڑی کثرت کے ساتھ یہ تکبیر پڑھا کرتے تھے کہ

اللہ اکبر۔ اللہ اکبر۔
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ واللّٰہ اکبر
اللّٰہ اکبر وللّٰہِ الحمد۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ سنت بتاتی ہے کہ مومنوں کی حقیقی عید اللہ تعالیٰ کی بڑائی اور اس کی عظمت کے بیان کرنے میں ہی ہے۔ پس اگر ہم دنیا میں اللہ تعالیٰ کی عظمت قائم کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔ اس کے نام کو پھیلا دیں۔ اس کی بڑائی کو ثابت کر دیں اور اپنی تمام کوششیں اور مساعی اس غرض کے لئے وقف کر دیں کہ خدا تعالیٰ کا نام بلند ہو تو یقیناً ہماری عید حقیقی عید کہلا سکتی ہے۔ لیکن اگر ہمیں اپنے فرائض کا احساس نہ ہو اور خدا تعالیٰ کی توحید کی اشاعت اور اس کی عظمت کے قیام کے لئے اسلام جن قربانیوں کا ہم سے تقاضا کرتا ہے ان قربانیوں کے میدان میں ہمارا قدم سست ہو تو ہماری عید صحیح معنوں میں عید نہیں کہلا سکتی۔

پس آج میں اپنی جماعت کے تمام دوستوں کو اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ انہیں اس عید کو حقیقی رنگ میں منانے

Digitized by khilafat Library Rabwah

کی کوشش کرنی چاہیئے اور اس ظاہری عید کو اس عظیم الشان روحانی عید کے حصول کا ایک ذریعہ بنانا چاہیئے جس میں ساری دُنیا خُدا تعالےٰ کی بڑائی کی قائل ہو جائے۔

اگر دُنیا میں خُدا تعالیٰ کی بڑائی قائم نہ ہو تو ہماری عید کوئی عید نہیں۔ لیکن اگر اس کی بڑائی قائم ہو جائے۔ اور دُنیا محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی غلامی میں داخل ہو جائے تو اسی میں ہماری حقیقی عید ہے۔ کیونکہ سچّا غلام تبھی خوش ہوتا ہے جب اس کا آقا خوش ہو۔ غرض عید ہمیں تبلیغ اسلام کی وسعت اور خُدا تعالےٰ کی بڑائی دُنیا میں قائم کرنے کی طرف توجہ دلاتی ہے۔ اور خُدا تعالےٰ کی بڑائی اسی صورت میں قائم ہو سکتی ہے جب جماعت کے تمام افراد کیا چھوٹے اور کیا بڑے اور کیا مرد اور کیا عورتیں تبلیغ پر زور دیں۔ اور محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے جھنڈے کے نیچے سب دُنیا کو جمع کرنے کی کوشش کریں۔ بے شمار پیشگوئیوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تغیّر ایک دن واقعہ ہو کر رہے گا۔ اور دُنیا خُدا تعالےٰ کے آستانہ پر اپنا سر جُھکا دے گی۔ مگر پیشگوئیوں کو پُورا کرنے کے لئے دعاؤں اور قربانیوں اور جدّ و جہد سے کام لینا بھی ضروری ہوتا ہے۔

پس ہمیں اپنی تبلیغی مساعی کو زیادہ سے زیادہ وسیع کرنا چاہیئے اور خُدا تعالےٰ کے نام کو دُنیا میں بلند سے بلند تر کرتے چلے جانا چاہیئے۔ کیونکہ اسی میں ہماری عزّت ہے اور اسی سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی بعثت کی غرض پوری ہو سکتی ہے اللہ تعالےٰ آپ لوگوں کے ساتھ ہو اور وہ آپ کو نیکی اور تقویٰ کے ساتھ ہمیشہ خدمتِ اسلام کی توفیق بخشے اور آپ کی نسلوں میں بھی سچّا ایمان پیدا کرے تا کہ قیامت تک خُدائے واحد کا نام بلند ہوتا رہے اور قیامت تک اسلام کا جھنڈا دُنیا کے تمام مذاہب کے جھنڈوں سے اُونچا لہراتا ہے۔ اللّٰھُمَّ اٰمین۔

(الفضل ۵ر اپریل ۱۹۶۵ء)

قرآن شریف کی ضروری تعلیم

(۱) اللہ ایک ہے صرف اس کی عبادت کرو اور اسی سے مدد مانگو۔

(۲) خُدا کے اور اس کے رسُول کے سب حکموں پر عمل کرو۔

(۳) ماں باپ کی عزت کرو ان کا کہا مانو۔

(۴) خُدا تعالیٰ سے اپنی غلطیوں اور قصوروں کی معافی مانگو۔

(۵) مصیبت اور تکلیف کے وقت صبر سے کام لو۔

Digitized by khilafat Library Rabwah

قرآنی اسباق

رشک اور حسد

ومن شر حاسد اذا حسد

عام طور پر رشک اور حسد کے ایک ہی معنی سمجھے جاتے ہیں۔ لیکن ان دونوں لفظوں میں بڑا فرق ہے۔ رشک اچھے معنوں میں استعمال ہوتا ہے اور حسد بہت بُری عادت ہے۔ جب آپ اپنے کسی دوسرے بھائی میں کوئی اچھی چیز دیکھتے ہیں اور وہ اچھی عادت آپ کے اندر نہیں تو اس وقت آپ کے دل میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے۔ کاش خدا تعالیٰ مجھے اس اچھی عادت کی نعمت عطا فرمائے۔ جب کسی چیز کے لئے اس طرح کا اظہار کیا جائے تو اسے رشک کہتے ہیں۔ رشک بُری بات نہیں۔

آپ دیکھتے ہیں کہ آپ کا کوئی بھائی آپ سے علم میں زیادہ ہے۔ نیک کام کرنے میں بڑھا ہوا ہے۔ کسی کو خدا تعالیٰ نے اچھی آواز کی نعمت سے نوازا ہے جس سے وہ بڑی خوشحالی سے تلاوت قرآن کرتا ہے تو ان چیزوں کو دیکھ کر اگر آپ کے دل میں بھی یہ خواہش پیدا ہوئی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ایسا ہی علم اور ایسے ہی نیک کام کرنے کی توفیق دے۔ تو اس طرح سے کوئی بات چاہنا بُری بات نہیں بلکہ اچھی بات ہے۔ اور یہی چیز رشک کہلاتی ہے۔ لیکن اگر کسی بھائی کو اللہ تعالیٰ ان نعمتوں سے نوازے اور آپ کا یہ جی چاہے کہ ہمیں یہ نعمتیں ملیں یا نہ ملیں مگر اس سے یہ نعمت ضرور چھینی جائے تو یہ حسد ہے۔ یہ اتنی بُری عادت ہے کہ انسان کی تمام نیکیوں کو ختم کر دیتی ہے۔ ہماری زبان میں حسد کے لئے جلن کا لفظ استعمال ہوتا ہے گویا جو حسد کرتا ہے وہ اندر ہی اندر جلتا رہتا ہے جس کے متعلق وہ حسد کرتا ہے اس کا تو کچھ بگڑتا نہیں۔ مگر حاسد کا خون ہمیشہ کھولتا رہتا ہے۔ اور وہ آپ اپنی آگ میں جلتا رہتا ہے اور اس طرح سے اس گندی اور بُری عادت کی سزا خود ہی اس کے جلنے اور کڑھنے کی شکل میں مل جاتی ہے۔ ایسی باتوں کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایسا شخص اپنی ترقی کی فکر تو کرتا نہیں بس ہمیشہ اسی فکر میں رہتا ہے کہ فلاں ہم سے فلاں بات میں کیوں بڑھا ہوا ہے اور کیا طریق اختیار کیا جائے کہ وہ اس بات میں ہم سے بڑھ نہ سکے۔ چنانچہ حاسد دن رات اسی کشمکش میں رہتا ہے۔ اپنا کچھ بنا نہیں سکتا۔ اور نہ ہی دوسرے کا کچھ بگاڑ سکتا ہے۔ اور ایسا شخص حسد اور جلن میں بڑھتا ہی چلا جاتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دوسرا انسان ترقی کرتا چلا جاتا ہے اور حاسد ہمیشہ گرتا چلا جاتا ہے۔

Digitized by khilafat Library Rabwah

یہ بات اچھی طرح یاد رکھیں کہ نہ تو آپ کسی سے سب خوبیوں میں بڑھ سکتے ہیں۔ نہ دوسرا سب لحاظ میں تم سے بڑھ سکتا ہے۔ کچھ باتیں آپ میں زیادہ ہوں گی اور کچھ خوبیاں دوسروں میں زیادہ ہوں گی۔

اپنے ہم جماعتوں کو ہی لے لیں۔ کوئی حساب میں اچھا ہے۔ کسی کی انگریزی بہت اچھی ہے کوئی جغرافیہ میں اچھے نمبر لیتا ہے۔ کوئی تاریخ میں آگے ہوتا ہے۔ کوئی عربی زبان میں اوّل پوزیشن حاصل کرتا ہے۔ تو کوئی فارسی میں۔ یہ اپنے اپنے شوق اور دلچسپی کی بات ہے۔ کسی کو کسی علم سے لگاؤ ہوتا ہے اور کسی کو کسی مضمون سے دلچسپی ہوتی ہے۔

پس آپ جس مضمون میں دوسروں سے اچھے نمبر لیتے ہیں اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں اور جن میں کمی ہے اس کمی کو محنت اور دعاؤں کے ذریعہ پوری کریں۔ اتنی محنت کرو کہ تمہاری کمزوری جاتی رہے اور تم سب سے بڑھ جاؤ۔

لیکن اگر آپ کسی امر میں دوسروں سے کم تر ہیں۔ تو ان سے حسد اور جلن نہ کرو۔ بلکہ یہ سوچو کہ اگر ایک بات میں تم کم تر ہو تو دوسری میں بڑھ کر بھی ہو۔

اگر آپ کی کلاس کا ہر طالب علم جو کسی دوسرے سے کسی بات میں کم ہو حسد کرنا شروع کر دے۔ تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ پوری جماعت ہی حسد کی آگ میں جلنے لگے گی اور اس طرح سب کی ترقی رُک جائے گی۔

یاد رکھو آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ کسی بھائی میں کوئی خوبی زیادہ ہے تو کسی میں کوئی اور خوبی زیادہ ہے۔ اور اگر ہمارا کوئی بھائی اپنی کسی خوبی کی وجہ سے اچھا نام پاتا ہے تو ہمیں اس پر خوش ہونا چاہیئے نہ کہ حسد کرنا چاہیئے۔

حسد آپس میں بے اتفاقی اور دشمنی پیدا کر دیتا ہے اور اس دشمنی کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کسی اچھے کام میں بھی کوئی کسی کا ساتھ نہیں دیتا۔ جتنا وقت اپنے کو اُونچا کرنے اور اپنے آپ کو بنانے میں لگنا چاہیئے تھا وہ دوسروں کو گرانے اور بگاڑنے میں ضائع کر دیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن پاک نے بھی حسد سے بچنے کی تعلیم دی ہے اور ہمیں یہ حکم دیا ہے

ومن شر حاسدٍ اذا حسد

کہ اے اللہ ہم پر حاسد کی شرارت سے بھی جب وہ حسد پر تل جاتا ہے پناہ طلب کرتے رہیں۔

محمد شفیق قیصر

Digitized by khilafat Library Rabwah

اللہ کی عبادت

پیارے بچو! آپ کو دین کی اہم اور ضروری باتوں سے واقف کرنے کیلئے مضامین کا ایک سلسلہ شروع کیا جارہا ہے تاکہ آپ کو آسان زبان میں دین کی ضروری باتوں سے واقف کرایا جاسکے۔ اس مضمون میں عبادت کے متعلق مختصر طور پر بتایا گیا ہے۔ انشاء اللہ اگلے مضمون میں یہ بتائیں گے کہ عبادت والی زندگی کس طرح بنائی جاسکتی ہے۔ اُمید ہے بچے اسے توجہ سے پڑھیں گے اور اپنی رائے بھی لکھیں گے۔ (مدیر)

ہم لوگ یعنی جماعت احمدیہ کے افراد اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ اور کلمہ طیبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پر ہم دل و جان سے ایمان رکھتے ہیں۔ اس سچے اور پیارے کلمہ کو ہم اپنی سچی زبان سے ادا کرتے ہیں اور اس کی سچائی کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ جب لا الٰہ الا اللہ کہتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم اپنے اللہ کے سامنے یہ اقرار کرتے ہیں۔ کہ اے اللہ ہم صرف تیری ہی عبادت کریں گے"۔ اے اللہ ہم تجھے راضی کرنے کی پوری کوشش کریں گے۔ اے اللہ ہم تیرے ہی حکم کے مطابق اپنی زندگیاں گزاریں گے"۔ پھر اس سچے اور پیارے کلمہ کے دوسرے حصہ محمد رسول اللہ کو ادا کرتے ہیں تو گویا ہم یہ یقین رکھتے ہیں "محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے سچے رسول ہیں اور آپ نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کا جو طریق بتایا ہے وہ طریق ہی اللہ کی عبادت کا سچا طریقہ ہے۔ پھر ہم اس اقرار کے ذریعہ یہ بھی ایمان رکھتے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے جو حکم بتائے ہیں وہی اللہ کے اچھے اور سچے حکم ہیں۔

پھر محمد رسول اللہ کہہ کر ہم اس بات کا بھی اقرار کرتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بتلائے ہوئے سچے طریقے پر ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں گے اور حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بتلائی ہوئی راہ پر چل کر ہم اپنے اللہ کو راضی اور خوش کریں گے۔ اور ہم اپنی زندگیاں ہمیشہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتلائے ہوئے حکموں کے مطابق گزاریں گے۔

بچوں کے دل میں یہ سوال پیدا ہوگا کہ اللہ کی عبادت کیا ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی عبادت کرنے کا کیا طریق بتلایا ہے؟

یاد رکھیں ہر وہ نیک کام جو اللہ کی رضا اور اس کی خوشی کے لئے کیا جاتا ہے اللہ کی عبادت ہے۔

Digitized by khilafat Library Rabwah

ہم خُدا کو ایک مانتے ہیں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے اور کلمہ پڑھ کر یعنی لا الٰہ الا اللہ کہکر اس کا اقرار کرتے ہیں۔ خُدا تعالیٰ کی پاکیزگی اور بڑائی بیان کرتے ہیں۔ آخر ہم یہ کیوں کرتے ہیں؟ دنیا والوں کو دکھلانے کے لئے؟ اپنی شہرت کے لئے؟ اپنے نام کی بلندی کے لئے؟ - آپ کہیں گے نہیں بلکہ ہم یہ سب کچھ اپنے اللہ کی خوشی کے لئے اور اس کو راضی کرنے کے لئے کرتے ہیں۔

پس اللہ اور صرف اللہ ہی کی رضا اور خوشی کے لئے اس کی تسبیح کرنا اور اس کی بڑائی بیان کرنا اللہ کی عبادت ہے۔ آپ اپنے ماں باپ کی خدمت کرتے ہیں، اپنے استادوں کی عزت کرتے ہیں۔ بڑوں کے ساتھ ادب سے پیش آتے ہیں۔ اپنے سے چھوٹوں کے ساتھ محبت اور پیار کا سلوک کرتے ہیں۔ اپنے دوستوں کے ساتھ اچھا سلوک کرتے ہیں۔ اپنے ہمسایوں سے اچھا برتاؤ کرتے ہیں۔ خدمت خلق کے کاموں کے ذریعہ خُدا تعالیٰ کے کمزور اور ناتواں بندوں کی مدد کرتے ہیں۔ جانوروں کی بھوک، پیاس، تکلیف اور آرام کا خیال رکھتے ہیں۔ کیا یہ سب کام اس لئے کرتے ہیں کہ دُنیا والے آپ کو اچھا کہیں؟ اطفال الاحمدیہ کے افسران تمہاری لوگوں کے سامنے تعریفیں کریں؟ تمہارا نام بلند ہو؟ آپ کا جواب ہوگا ہرگز نہیں۔ بلکہ ہم یہ سب کچھ صرف اور صرف خُدا کے حکموں کو بجالانے کی خاطر کرتے ہیں۔ اور ہم چاہتے ہیں کہ ہمارا اللہ ہم سے راضی اور خوش ہو جائے۔

پس یہ بات اچھی طرح یاد رکھیں۔ بڑے ہوں یا چھوٹے۔ اپنے ہوں یا پرائے۔ پڑوسی ہوں یا دُور کے۔ انسان ہوں یا حیوان سب کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشی حاصل کرنے کے لئے نیکی اور بھلائی کرنا بھی اللہ کی عبادت میں داخل ہے۔

پھر ایک اور بات سمجھیں۔ آپ اپنا سبق یاد کرتے ہیں۔ محنت کرتے ہیں۔ اپنے گھر کے کام کاج کرتے ہیں اپنی ذات کے لئے طرح طرح کے کام کرتے ہیں۔ یہ سب کام اگر آپ اللہ کے حکم کے مطابق کریں گے اور ہر کام اُس کی رضا اور خوشی کا خیال رکھتے ہیں اور اپنی ذات کے فائدے کے لئے اس کے حکم کے خلاف کوئی کام نہیں کرتے تو آپ کی ذات کیلئے بھی آپکا ہر اچھا کام اللہ کی عبادت ہے۔ پس اب تک کی بات کا خلاصہ یہ ہوا کہ اللہ کی رضا اور اسکی خوشی حاصل کرنے کے لئے اللہ کی تسبیح اور اسکی عظمت اور بڑائی بیان کرنا اللہ کی عبادت ہے۔ دوسروں کے ساتھ نیکی اور بھلائی کرنا اللہ کی عبادت ہے۔ اس کے حکم کے مطابق اپنی ذات کے لئے بھی کوئی کام کرنا عبادت ہے۔

اس کا مطلب ہوا کہ ہماری زندگی کا ہر کام اللہ کی عبادت ہوا۔ اسمیں کوئی شک نہیں ہم اللہ کے بندے ہیں اور اللہ کے پیارے اور پیارے بندے ہر کام اللہ کی رضا اور خوشی حاصل کرنے کے لئے کرتے ہیں اس لئے اللہ کے پیارے بندوں کا ہر کام اللہ کی عبادت ہے۔ پس وہ زندگی کیسی اعلیٰ زندگی ہے جس زندگی کا ہر کام اللہ کی عبادت ہے۔ (باقی)

Digitized by khilafat Library Rabwah

حضرت شہزادہ عبدالمجید صاحب لدھیانوی رضؓ

محترم عبدالرحمٰن صاحب شاکر۔ ربوہ

حضرت شہزادہ صاحب کو دیکھ کر ذہن میں یہی آتا تھا کہ یہ شخص اس دنیا کا باشندہ نہیں بلکہ کوئی فرشتہ انسانی شکل میں ہے۔ آپ کا چہرہ نہایت نورانی۔ سفید رنگ۔ بلند پیشانی آواز باریک اور دھیمی۔ نہایت خوبصورت ڈاڑھی۔ لباس سادہ مگر اُجلا اور سر پر پگڑی باندھا کرتے تھے۔

ماسٹر ماموں خاں صاحب ڈوگی ماسٹر کی اہلیہ چونکہ خود کابل کے شاہی خاندان سے تھیں لہٰذا شہزادہ صاحب اکثر اُن کے گھر آیا کرتے تھے خصوصاً کپڑے صاف کرانے کے لئے تو یہ دونوں آپس میں فارسی میں گفتگو کیا کرتے تھے۔ چونکہ میرے والد مولوی نعمت اللہ صاحب گوہر بھی لدھیانہ کے علاقہ کے تھے لہٰذا شہزادہ صاحب سے گہرے مراسم تھے اور طبائع میں خوب ربط تھا۔ دونوں پہروں گفتگو کیا کرتے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ حضرت شہزادہ صاحب کی وفات کی خبر سُن کر والد صاحب نے فارسی میں اُن کا مرثیہ کہا جو بڑا دردناک تھا۔ مجھے اس وقت صرف پہلا مصرع یاد آرہا ہے۔ ع

یاد ایّامیکہ با اُو گفتگوہا داشتم

دسمبر ۱۹۱۶ء میں مفتی محمد صادق صاحب نے اپنا عظیم کتب خانہ صدر انجمن احمدیہ کو دے دیا اور صادق لائبریری نام ہوتا تھا۔ شہزادہ صاحب اُس کے پہلے لائبریرین مقرر ہوئے۔ بعد میں اس کے ساتھ حضرت خلیفہ اوّل رضؓ اور صدر انجمن احمدیہ کے شعبہ ریویو آف ریلیجنز کی کتب بھی شامل کر دی گئیں۔ آپ نے جون ۱۹۲۴ء تک لائبریری میں کام کیا۔

جب حضرت خلیفۃ المسیح ثانی رضؓ ویمبلے کانفرنس میں شمولیت کے لئے ۱۹۲۴ء میں لنڈن جانے لگے تو شہزادہ صاحب نے بھی درخواست پیش کر دی کہ انہیں اپنے خرچ پر ایران جانیکی اجازت مرحمت فرمائی جائے۔ مگر حضرت صاحب نے نامنظور کر دی۔ وجہ یہ تھی کہ حضور اتنی بزرگ ہستی کو اس بڑھاپے کے عالم میں وطن سے باہر بھجوانا نہیں چاہتے تھے۔

ادھر شہزادہ صاحب نے اپنی صحت کی طرف زیادہ توجہ دینی شروع کر دی۔ کچھ عرصہ بعد پھر اجازت طلب کی اور عرض کی کہ اب تو میری صحت بہت بہتر ہو گئی ہے۔ حضور مسکرا پڑے گو منع کرتے رہے مگر شہزادہ صاحب کے بے حد

Digitized by khilafat Library Rabwah

اصرار پر آخر اجازت دے دی۔ دراصل خدا تعالیٰ کی مشیت آپ کو ایران لے جا رہی تھی۔

۱۲ جولائی ۱۹۲۴ء کو شہزادہ صاحب مع مولوی ظہور حسین صاحب فاضل اور خان محمد امین خان پشاوری علی الترتیب ایران۔ روس اور ترکستان کے لئے قادیان سے روانہ ہوئے۔ رخصت کے وقت عجیب نظارہ تھا۔ سب کی آنکھیں نم تھیں۔ یہ قافلہ ۱۶ اکتوبر کو ایران کے شمال مشرقی شہر مشہد پہنچا۔ وہاں سے تینوں علیحدہ علیحدہ ہو گئے اور شہزادہ صاحب ۲۲ اکتوبر ۱۹۲۴ء کو تہران پہنچے۔

شہزادہ صاحب نہایت اخلاص سے اپنے خرچ پر ایران گئے تھے مگر یہاں پہنچ کر روپیہ جلد ختم ہو گیا۔ وطن سے امداد دینے والا بھی کوئی نہ تھا۔ مرکز سے کبھی درخواست نہ کی کہ۔ مجھے اخراجات کی ضرورت ہے۔ غرض نہایت تنگدستی سے گزر اوقات کرتے رہے مگر اپنے مقصد میں کامیابی حاصل کرتے رہے۔ پیغام حق پہنچانے میں کمی نہ کی۔

آپ ایک معمولی چٹائی پر نہایت ہی مختصر بستر میں ایران کی برف بار فضا میں گزارہ کرتے رہے۔ بعض دفعہ حضور کی خدمت میں خط لکھنے کے لئے ڈاک کے ٹکٹ بھی نہ ہوتے تھے مگر اس حالت میں بھی کسی سے سوال نہ کیا۔ بعض اوقات پہننے کے کپڑے بھی فروخت کئے مگر جو عہد خدا تعالیٰ سے کیا تھا اُسے پوری طرح نبھایا اور منھم من قضیٰ نحبہٗ کے مصداق بنے۔ اس قدر بے نفس خدمت کسی کسی کو ہی نصیب ہوتی ہے۔

قادیان میں شہزادہ صاحب کی رہائش لائبریری کے دو کمروں میں ہی ہوتی تھی جو مدرسہ احمدیہ کے جانب شمال چھوٹے دروازے کے ساتھ ہیں۔ (ایک کی سطح ذرا نیچی ہے) کھانا آپ لنگر خانہ سے قیمتاً لیا کرتے تھے۔ کبھی کبھی میں جا کر لا دیا کرتا تھا۔

مجھے کتابوں کے مطالعہ کا شوق آپ نے ہی لگایا تھا۔ خود کتاب نکال کر دیتے اور جب میں واپس دیتا تو دریافت فرماتے کیا پڑھا ہے؟ ایک دفعہ غلام قادر صاحب فصیح سیالکوٹی کی کتاب تاریخ اسلام بھی دی تھی کہ اسے بغور پڑھو اور جہاں کچھ سمجھ نہ آئے مجھ سے دریافت کر لینا۔

آپ کی عادت تھی کہ عصر کے بعد ایک پیسے کے چنے بھنواتے تھے جو (۱۹۱۸ء میں) پاؤ بھر کے قریب آجاتے تھے۔ میں لاتا تو ان کو میز پہ ڈال لیتے۔ خود بھی کھاتے اور دوسروں کو بھی شریک کرتے۔ مجھے مٹھی بھر علیحدہ دیتے ایک دن آپ باتوں میں مصروف تھے۔ مجھے میرا حصہ نہ ملا۔ میں بھی کھڑا رہا۔ مجھے دیکھ کر خیال آیا تو مسکراتے ہوئے فرمایا۔ "اوہو میاں عبدالرحمن مجھے تمہارا خیال ہی نہیں آیا۔" اُس دن معمول سے

Digitized by khilafat Library Rabwah

کچھ زیادہ ہی چنے ملے اور میں لیکر بھاگ گیا۔

آپ نے تقریباً ۳½ سال تک تہران میں تبلیغ کی مگر اجنبی سرزمین۔ وسائل کی شدید کمی بڑھاپے کی عمر۔ آمد ناپید آخر ۲۲ فروری ۱۹۲۸ء (مطابق یکم رمضان ۱۳۴۶ھ ہجری) چند دن بخار میں مبتلا رہ کر انتقال فرمایا۔ آخری وقت میں ایک احمدی محمد خانصاحب گجراتی (جو تہران میں مقیم تھے) تیمارداری کرتے رہے۔ تہران کے جنوبی جانب ایک قبرستان میں دفن کر دیا گیا مگر ۱۹۵۳ء میں اُس قبرستان کو ہموار کر کے اب وہاں ایک محلہ آباد کر دیا گیا ہے

جس طرح قسطنطنیہ کی خوش قسمتی ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میزبان حضرت ابوایوب انصاریؓ کا مزار وہاں ہے اسی طرح تہران میں حضرت مہدی علیہ السلام کے اس بلند نظر صحابیؓ کا مزار ہے۔

آپ کے بعد میر مہدی حسین صاحب اور بابو فقیر علی صاحب اپنے اپنے اخراجات پر ایران تبلیغ کیلئے گئے مگر زیادہ دیر نہ رہ سکے بعد میں شیخ عبدالواحد صاحب اور مولوی عبدالخالق صاحب اور مولوی صدرالدین صاحب تحریک جدید کی طرف سے وہاں گئے اور خوب کام کیا۔

شہزادہ صاحب کا ایک فارسی قصیدہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تصنیف "ایام الصلح" میں درج فرمایا ہے۔ تاریخ احمدیت جلد پنجم میں مسجد اقصیٰ میں جو ایک اجتماعی فوٹو ہے اُس میں سفید لباس میں شہزادہ صاحب شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی کے ساتھ کھڑے ہیں۔

امثال و اقوال

نوٹ:۔ انہیں یاد رکھئے اور موقعہ و محل پر استعمال بھی کیجئے!

(۱) "آتی ہے ہاتھی کے پاؤں جاتی ہے چیونٹی کے پاؤں" بیماری کے آنے میں دیر لگتی ہے اور جاتی آہستہ آہستہ ہے۔

(۲) "آؤ بؤا لڑیں۔ لڑے ہماری بلا"۔ خواہ مخواہ لڑائی مول لینے کے موقعہ پر کہا جاتا ہے۔ کہتے ہیں ایک سہیلی نے دوسری سے کہا آؤ بؤا لڑیں۔ دوسری نے کہا۔ لڑے میری بلا۔ پہلی نے جواب دیا۔ بلا لگے تجھے۔ بس لڑائی شروع ہو گئی۔

(۳) "آئے تھے ہر بھجنے کو چننے لگے کپاس"۔ سمجھا تھا مفت میں کھانے کو ملے گا۔ وہاں کام کرنا پڑا۔

(۴) "آیا رمضان بھاگا شیطان"۔ (۱) رمضان میں توجہ نماز روزے کی طرف ہونے کی وجہ سے انسان بُرے کاموں سے بچا رہتا ہے۔ (۲) جہاں کہیں نیک آدمی کے آنے سے بُرا آدمی جانے لگے یا مذاقاً کسی دوست کے آنے اور دوسرے کے اُٹھنے پر کہتے ہیں۔

(۵) "آٹھ جوں ہے نو حقہ اس پر بھی دھکم دھکا"۔ باوجود ضرورت سے زیادہ سامان ہونے کے بھی جھگڑا۔

Digitized by khilafat Library Rabwah

آئیے بزرگوں سے ملیں

انٹرویو: عبدالسمیع خاں

صحابی حضرت مہدی معہود علیہ السلام محترم صوفی غلام محمد صاحب ناظر بیت المال خرچ

محترم صوفی غلام محمد صاحب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا صحابی ہونے کا شرف حاصل ہے۔ آپ ۱۹ اکتوبر ۱۸۹۸ء کو ضلع گجرات میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد حضرت میاں محمد دین صاحب بھی صحابی تھے اور "انجام آتھم" میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جن ۳۱۳ صحابہ کے نام درج کئے ہیں ان میں آپ کے والد محترم کا نام تیسرے نمبر پر ہے۔

صوفی غلام محمد صاحب نے تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان میں ابتدائی تعلیم پائی۔ ۱۹۱۷ء میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی تحریک پر خدمتِ سلسلہ کے لئے زندگی وقف کی۔ پھر حضور کے حکم پر بی۔ ایس۔ سی کا امتحان پاس کیا ۱۹۲۶ء میں احمدیہ ہوسٹل لاہور کے سپرنٹنڈنٹ مقرر ہوئے۔ اس وقت سے لے کر اب تک آپ مسلسل خدمتِ دین میں مصروف ہیں اور آجکل صدر انجمن احمدیہ میں ناظر بیت المال خرچ کے اہم عہدے پر کام کر رہے ہیں۔ اس لحاظ سے آپ کی دینی خدمات کا سلسلہ ۵۵ سال کے لمبے عرصہ پر پھیلا ہوا ہے۔ آپ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایمان افروز واقعات سننے اور آپ کی ایمان افروز باتیں تشحیذی بچوں کو پہنچانے کے لئے خاکسار نے ۲۹ جولائی ۱۹۷۸ء کو آپ سے ملاقات کی۔

س۔ آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کب اور کیسے نصیب ہوئی؟

ج:۔ "میری پیدائش سے پہلے کا واقعہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قادیان میں تعلیم الاسلام ہائی سکول جاری فرمایا۔ اس پر میرے والد صاحب کی شدید خواہش تھی کہ اگر میرا بچہ ہوتا تو میں اس کو ضرور یہاں داخل کراتا۔ ۱۹ اکتوبر ۱۸۹۸ء کو میری پیدائش ہوئی۔ اور ۱۹۰۵ء میں جبکہ میری عمر ۷ سال کے قریب تھی میرے والد صاحب نے مجھے تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان میں دوسری جماعت میں داخل کرا دیا۔ اس وقت اکثر طلبا سکول کے بورڈنگ میں ہی رہتے تھے۔ طلباء کو مسجد مبارک میں جانے کی اجازت کم ہوتی تھی اور سکول کے اوقات کے لحاظ سے لڑکے قطار بنا کر مسجد اقصیٰ میں نمازوں کی ادائیگی کے لئے جاتے تھے۔

Digitized by khilafat Library Rabwah

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا طریق تھا۔ کہ فجر کی نماز کے بعد سیر کے لئے کبھی قادیان کے شمال میں اور کبھی مشرق میں تشریف لے جاتے۔ جب مشرق کی طرف جاتے تو بورڈنگ ہاؤس کے شمالی دروازے سے اکثر اوقات حضورؑ دکھائی دیتے تھے۔ وہاں سے ہم دوڑ کر حضورؑ کے ساتھ شامل ہو جاتے۔ اس طرح مجھے بھی کئی مرتبہ حضورؑ کے ساتھ سیر میں شامل ہونے کی سعادت حاصل ہوئی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کا ایک یادگار واقعہ بیان کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:۔

"ہم تیسری کلاس میں تھے کہ صاحبزادہ میاں مبارک احمد صاحب مرحوم کلاس میں داخل ہوئے۔ تمام لڑکے ٹاٹ پر بیٹھتے تھے اور ہمارے استاد ایک کھڑکی کے سامنے دری پر بیٹھتے تھے ہمارے استاد منشی سکندر علی صاحب حضرت میاں صاحب کو اپنے پاس بٹھاتے تھے۔ جب صاحبزادہ صاحب بیمار ہوئے تو کافی عرصہ ان کا علاج ہوتا رہا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام غرباء اور مساکین طلباء کو کھانا کھلاتے تھے۔ ایک دفعہ حضورؑ نے ارشاد فرمایا کہ ان کی کلاس کے جملہ طلباء کو بلایا جائے چنانچہ ہمارے استاد منشی صاحب قطار میں ہمیں حضورؑ کے مکان پر لے گئے۔ طلباء شرقی ڈیوڑھی سے سیڑھیوں کے ذریعے اُوپر دوسری منزل پر جاتے تھے سامنے برآمدے میں ایک چارپائی پر میاں مبارک احمد صاحب لیٹے ہوئے تھے اور دائیں طرف ایک رومال میں پیسوں کا ڈھیر تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان کے سرہانے کی طرف کرسی پر تشریف فرما تھے۔ اور حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا ان کی چارپائی پر مغرب کی طرف پائنتی کے قریب بیٹھی ہوئی تھیں۔ لڑکے باری باری حضورؑ کی پشت کی طرف سے ہو کر میاں صاحب کے پاس غربی جانب کھڑے ہو جاتے اور وہ اپنے ہاتھ سے پیسوں میں سے لڑکوں کو کچھ دیتے مجھے انہوں نے ایک اٹھنی یعنی دو پیسے دیئے تھے۔ پیسے لینے کے بعد طالب علم غربی جانب سیڑھیوں سے اتر کر باہر چلے جاتے۔"

محترم صوفی صاحب نے فرمایا کہ

"اس کے علاوہ مجھے حضورؑ کے اندرون خانہ میں جانے کا موقع اس وقت ملتا تھا جب میری والدہ محترمہ وہاں ہوتی تھیں وہ جب کبھی آتیں تو مَیں بھی اندر چلا جاتا۔ حضورؑ اس کمرے میں جس کے ساتھ

Digitized by khilafat Library Rabwah

بیت الدعا ہے ٹہل کر کتب تحریر فرمایا کرتے تھے۔ آپ نے ایک دوات شمالی کھڑکی میں اور ایک دوات جنوبی کھڑکی میں رکھی ہوتی تھی اور ضرورت پڑنے پر وہاں سے قلم ڈبو کر لکھا کرتے تھے۔"

س :۔ حضور علیہ السلام کے زمانہ کا کوئی اور اہم واقعہ جو آپ کو یاد ہو؟

ج :۔ مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ انگریز فنانشل کمشنر قادیان آیا۔ اس کے اعزاز میں حضور نے قصبے کے باہر کھلے میدان میں شمال کی طرف ایک نمائشی گیٹ بنوایا۔ اس گیٹ کے دونوں طرف سکول کے طلباء کو کھڑا کیا گیا۔ جو رستہ ٹھیکری والے سے قادیان کی طرف آتا ہے کمشنر ادھر سے گھوڑے پر سوار ہو کر آیا تھا۔ حضورؑ نے اس کا استقبال کیا۔ اس نے گھوڑے سے اتر کر حضورؑ سے مصافحہ کیا اور گیٹ میں سے گزر کر شہر کی طرف حضور کے ساتھ گیا۔"

جب خاکسار نے چند مزید واقعات کے لئے درخواست کی تو صوفی صاحب نے فرمایا۔ کہ اس وقت مجھے اتنا ہی یاد ہے۔

س :۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تدفین کے بارہ میں بتائیے؟

ج :۔ "جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات ہوئی تو حضورؑ کا جنازہ بٹالہ سے قادیان کندھوں پر لایا گیا۔ قریباً ۸، ۹ بجے صبح کا وقت تھا بٹالہ کی طرف سے جنازہ سیدھا بہشتی مقبرہ والے مکان میں لایا گیا جو حضور کا وہ مکان المبائی میں شرقاً غرباً ہے۔ اس کے برآمدے میں جنازہ رکھا گیا آخری زیارت کرنے والے صحن کے مغربی دروازے سے داخل ہو کر چہرہ دیکھتے ہوئے شرقی دروازے سے باہر نکل جاتے تھے۔ میں چونکہ بچہ تھا اس لئے مجھے کسی نے نہ روکا اور میں کافی دیر اندر رہا اور کئی بار چہرہ مبارک دیکھا۔ اس کے کافی عرصہ بعد ظہر کے قریب باغ میں آموں کے پیڑوں کے نیچے خلیفہ کے انتخاب کے لئے مشورہ ہوتا رہا۔ پھر مکان کے شمالی جانب جنازہ پڑھا گیا اور پھر تدفین ہوئی۔"

س :۔ حضور علیہ السلام کے انتقال پر آپ کے جذبات و احساسات کیا تھے؟

ج :۔ "جب لاہور سے حضورؑ کی وفات کا تار آیا تو لوگ بہت زار و قطار رو رہے تھے۔ میں ظہر کے قریب مسجد مبارک سے مسجد اقصیٰ کی طرف جا رہا تھا کہ احمد نور صاحب کابلی مجھے رستہ میں ملے وہ شدت سے رو رہے تھے۔ ان سب کو روتے دیکھ کر مجھے بڑا تعجب ہوا کہ مجھے کیوں رونا نہیں آتا۔ اور آج تک میرا یہی احساس ہے کہ میں کیوں نہیں رویا۔"

محترم صوفی صاحب نے فرمایا کہ ۱۹۰۸ء میں حضورؑ کی وفات کے بعد وہ وطن واپس چلے گئے۔

Digitized by khilafat Library Rabwah

اور ورنیکلر سکول کھاریاں ضلع گجرات سے مڈل کا امتحان پاس کیا۔ پھر جونیئر سپیشل کلاس میں داخلہ لیا۔ ۱۹۱۵ء میں جب آپ سینئر سپیشل یعنی آٹھویں کلاس میں تھے تو قادیان واپس آئے۔ اس وقت مدرسے کی نئی عمارت تعمیر ہو چکی تھی۔ ۱۹۱۸ء میں آپ نے تعلیم الاسلام ہائی سکول سے میٹرک کیا۔

س :۔ آپ نے اپنی زندگی کب وقف کی اور خدمتِ دین کے کیا کیا مواقع ملے؟

ج :۔ ۱۹۱۷ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک خطبہ میں وقفِ زندگی کی تحریک کی اور فرمایا کہ جو شادی شدہ ہیں وہ گھر والوں سے اجازت لے کر وقف کریں۔ اور جو شادی شدہ نہیں وہ والدین سے اجازت لے لیں۔ اس پر میں نے والد صاحب کو خط لکھا کہ میں وقف کر دوں۔ دو ماہ بعد خط کا جواب آیا کہ اجازت ہے تو حضور نے بڑی خوشی سے وقف کو قبول کیا۔ ہماری کلاس کے ۷ لڑکوں نے وقف کیا۔

حضور نے مجھے فرمایا۔ کہ F.S.C (ایف ایس سی) میڈیکل کرو۔ چنانچہ میں نے اسلامیہ کالج لاہور سے ۱۹۲۰ء میں امتحان پاس کیا۔ پھر حکم ملا کہ میڈیکل کالج میں داخلہ لو لیکن بڑی کوشش کے بعد بھی داخلہ نہ مل سکا۔ تو فرمایا کہ B.S.C (بی ایس سی) میں داخلہ لو۔ چنانچہ میں نے ایف سی کالج لاہور میں داخلہ لے لیا۔ اس سال بہت فسادات ہوئے تھے اور میں پہلے سال پاس نہ ہو سکا۔ تو میں نے اپنی مرضی سے ہی مضمون بدل کر بی۔ اے میں داخلہ لے لیا۔ لیکن اس میں بھی محنت کے باوجود پاس نہ ہو سکا۔ جب دوسری مرتبہ امتحان دیا تو میری خوشدامن صاحبہ میرا نتیجہ دیکھنے کے لئے حضورؓ کے پاس گئیں تو حضور نے فرمایا کہ وہ پاس نہیں ہوا اور نہ ہوگا کیونکہ اس نے میرے حکم کی خلاف ورزی کی ہے۔ اور بی۔ ایس۔ سی چھوڑ کر بی۔ اے میں داخلہ لے لیا ہے۔

۱۹۲۳ء میں جب میں نے بی۔ اے کا امتحان دیا تو حضور نے مجھے ملکانہ میں جہاں شدھی کی تحریک چل رہی تھی۔ نظارت دعوت و تبلیغ کے ماتحت بھیجا۔ وہاں سے واپسی پر ۱۹۲۶ء میں مجھے احمدیہ ہوسٹل کا سپرنٹنڈنٹ مقرر کیا گیا۔ میں نے اس خیال سے کہ حضور کے حکم کی تعمیل کرنی چاہیئے ۱۹۲۸ء میں جبکہ میں سپرنٹنڈنٹ بھی تھا۔ باقاعدہ کالج میں داخل ہو کر بی ایس سی کی تعلیم شروع کر دی ۱۹۳۱ء میں جب میں نے داخلہ فارم بھیجا تو حضور نے دعا کرائی۔ اور جب نتیجہ نکلا تو حضور نے اپنی طرف سے مجھے مبارکباد دینے کے لئے یحییٰ خانصاحب کو بھیجا۔ میں اس وقت بٹالہ میں ایک جلسہ میں گیا ہوا تھا۔

۱۹۳۲ء کے شروع میں مجھے تعلیم الاسلام ہائی سکول میں استاد مقرر کیا گیا۔ اپریل ۱۹۲۵ء میں مجھے بورڈنگ تحریک جدید کا پہلا سپرنٹنڈنٹ مقرر

Digitized by khilafat Library Rabwah

کیا گیا۔

۲۸-۵/۱۹۳۵ میں B.T میں داخلہ کے لئے علی گڑھ گیا اور مئی ۱۹۳۶ء میں امتحان پاس کر کے واپس آیا۔

اکتوبر ۱۹۳۷ء میں دوبارہ بورڈنگ تحریک جدید کا سپرنٹنڈنٹ مقرر ہوا اور ۱۹۴۶ء تک رہا۔

۱۹۴۷ء میں قیام پاکستان کے بعد ہمارا سکول چنیوٹ میں آگیا۔ وہاں تھوڑی سی رقم اور ۱۲، ۱۳ لڑکوں کے ساتھ نومبر ۱۹۴۷ء میں سکول جاری کیا گیا۔ آہستہ آہستہ تعداد بڑھتی گئی۔ اور باوجود بہت سی تکالیف کے احباب جماعت نے بچوں کو وہاں بھیجا۔ ہمارا سکول چونکہ تعلیم کے لحاظ سے اچھا تھا اس لئے کافی مقامی غیر احمدی لڑکے بھی آگئے۔

۱۹۵۲ء میں ہمارے سکول کا لڑکا پنجاب یونیورسٹی میں اوّل آیا۔ اور پہلے سات لڑکوں میں سے چھ ہمارے سکول کے تھے۔ ۱۹۵۲ء میں ہی سکول ربوہ منتقل ہو گیا۔ ۱۹۵۶ء میں میں سکول سے ریٹائر ہو گیا۔"

س :۔ ریٹائر ہونے کے بعد آپ نے کن جماعتی عہدوں پر کام لیا؟

ج :۔ "جب میں سکول سے ریٹائر ہوا تو حضورؓ کی خدمت میں عرض کیا کہ اب کیا ارشاد ہے دو ماہ بعد مجھے معلوم ہوا کہ حضور نے مجھے نائب ناظر بیت المال مقرر فرمایا ہے۔ ۴ر جولائی ۱۹۵۶ء کو میں نے صدر انجمن احمدیہ میں حاضر ہو کر اس عہدہ کا چارج لیا۔ یکم جولائی ۱۹۶۴ء کو حضورؒ نے مجھے ناظر بیت المال خرچ مقرر فرمایا۔ اور اب اسی عہدہ پر کام کر رہا ہوں"

اپنا ایک سچا خواب سُناتے ہوئے محترم صوفی صاحب نے فرمایا۔ کہ

"۴ر اکتوبر ۱۹۴۷ء کو میں فجر کی نماز مسجد مبارک قادیان میں ادا کرنے کے لئے محلہ دارالشکر سے آیا تھا۔ جب نماز پڑھ کر واپس اپنے مکان کی طرف جا رہا تھا کہ اخبار الفضل کے دفتر کے قریب الحکم سٹریٹ میں ایک احمدی دوست ملے اور کہا کہ باہر نہیں جانا۔ ریتی چھلہ میں جو احمدی جاتا ہے سکھ اس کو شہید کر دیتے ہیں۔ چنانچہ ایک واقف زندگی فتح عالم صاحب کو انہوں نے شہید کر دیا ہے۔ میں یہ سُن کر واپس آگیا۔

صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ کے مکان میں امیر جماعت احمدیہ قادیان کا دفتر تھا۔ مجھے وہاں تقسیم سامان کی ڈیوٹی دی گئی۔ ایک شب کو اسی مکان میں سویا ہوا تھا کہ میں نے ایک خواب دیکھا۔ خواب میں میں نے کہا :۔

IN A DAY OR TWO IN FREE INDIA.

اس کے بعد کچھ بیداری اور کچھ نیم بیداری کے عالم میں میں نے کہا "قادیان"

ترجمہ یہ ہے کہ ایک یا دو دن میں قادیان آزاد ہندوستان میں شامل ہو جائے گا۔

میں نے صبح دوستوں کو یہ خواب سنایا۔ لیکن

Digitized by khilafat Library Rabwah

قادیان کا لفظ نہ بتایا۔ کہ شاید یہ خواب کا حصہ نہ ہو۔ تیسرے دن گورنمنٹ آف انڈیا کی طرف سے یہ اعلان ہوگیا کہ قادیان آزاد ہندوستان کا حصہ ہے"۔

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک ناقابل فراموش سفر کا حال صوفی صاحب نے یوں بیان فرمایا:۔

"۱۹۳۴ء میں شیخ یوسف علی صاحب حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے پرائیویٹ سیکرٹری تھے۔ انہوں نے ستمبر میں ایک ماہ کی رخصت لی تو حضورؓ نے مجھے قائم مقام پرائیویٹ سیکرٹری مقرر فرمایا۔ ستمبر میں ہی حضور ایک سفر پر کلو کی طرف منالی کے مقام پر تشریف لے گئے۔ وہاں کئی دن قیام رہا۔ ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب کا کوئی عزیز بیمار ہوگیا اس لئے وہ رخصت لے کر قادیان آگئے چند دن بعض اوقات جب حضور نماز کے لئے تشریف نہ لاتے تو مجھے امام مقرر فرماتے۔

منالی سے شمال کی طرف دو درّے ہیں روہتنگ پاس اور بارالاچہ پاس۔ روہتنگ نامی ایک درّے کا بنگلہ (رالہ) منالی سے ۷، ۸ میل کے فاصلہ پر ہے۔ حضور نے رات کو وہاں قیام فرمایا۔ جس کمرے میں حضور تشریف فرما تھے ہم ۳، ۴ ساتھی بھی وہیں تھے۔ اگلے دن پھر سفر شروع کیا گیا۔ ہمیں روہتنگ پاس سے گزر کر دوسرے درّے بارالاچہ پاس سے آگے جانا تھا۔ قافلہ میں دو گھوڑے تھے جو کرائے پر لئے ہوئے تھے۔ مستورات ان پر سوار تھیں اور حضور پیدل تشریف لے جا رہے تھے حضور کے ہمراہ سید محمود اللہ شاہ صاحب مرحوم اور خاکسار تھے۔ اس طرح کہ درمیان میں سید محمود اللہ شاہ صاحب ان کے دائیں طرف حضور انور تھے۔ اور بائیں طرف خاکسار۔ پیدل چلتے ہوئے ہمارے دائیں طرف دریائے بیاس بہہ رہا تھا۔ اور پہاڑ کے اُوپر رستہ جاتا تھا جس کے دائیں طرف دریا بہت نیچے دکھائی دیتا تھا۔ اچانک ایک مقام پر حضور گھبرا گئے اور بیٹھ گئے۔ ہم دونوں نے حضور کو دبانا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد افاقہ ہوا تو مجھے ارشاد فرمایا کہ سفر کو منسوخ کیا جاتا ہے۔ اور تم قافلے والوں کو بلا لو۔ میں تیزی سے بھاگتا ہوا قافلے سے جا ملا۔ اور حضور کا پیغام سنایا۔

جب ہم نیچے واپس آ رہے تھے تو دوبارہ ارشاد فرمایا کہ نذیر احمد ڈرائیور اور خاکسار پہاڑ کے اُوپر جائیں اور برف لے کر آئیں۔ چنانچہ دونوں گھوڑے ہمیں دیئے گئے اور ہم اس سفر کے لئے قریباً ۱ بجے روانہ ہوئے۔ ۵ میل کی چڑھائی کے بعد ایک بجے دوپہر ہم چوٹی پر پہنچے۔ کبھی سوار کبھی پیدل۔ برف کے بہت تودے تھے۔ آخر کار جب اوپر پہنچے تو برف لے کر گھوڑوں پر باندھ لی۔ اور ۵ بجے شام بنگلہ کے پاس پہنچے۔ حضور نے تفصیل پوچھی تو سارا واقعہ عرض کیا۔ حضور نے ہمارے چہروں سے اندازہ لگایا کہ ہمیں بھوک لگی

Digitized by khilafat Library Rabwah

ہے اور حکم دیا کہ ہمیں کچھ کھلایا جائے۔ رات وہاں گزاری اور صبح قافلہ منالی میں آگیا۔

آٹھ اکتوبر کو واپس قادیان کے لئے روانہ ہوئے ۲۴ ویں میل پہ کلو کے ڈاک بنگلہ میں رات بسر کی حضور قریباً ۹ بجے تشریف لائے اور روانگی شروع ہوئی۔ اس وقت دو موٹر کاریں تھیں مجھے حضور کی موٹر میں ڈرائیور کے ساتھ سیٹ ملی۔ جب ایک میل کا فاصلہ طے ہوا تو رستہ میں بھیڑوں کا ایک بہت بڑا ریوڑ جا رہا تھا۔ حضور نے پیچھے اتر کر خود چھڑی سے بھیڑوں کو رستہ سے ہٹانا شروع کر دیا اور مجھے فرمایا کہ (چوہدری صاحب) تم بھی آجاؤ میں چھڑی سے ہٹانے لگا۔ کار آہستہ آہستہ چلتی رہی۔ تھوڑی دُور ایک اور بہت بڑا ریوڑ رستہ سے گزر رہا تھا ہم پھر اتر پڑے۔ غالباً ۳ دفعہ ایسے ہی کرنا پڑا۔ وہ رستہ یک طرفہ راستہ کہلاتا ہے۔ اور درمیان میں کراس ہوتا ہے۔ جب ہم آرہے تھے تو پیچھے سے دوسری کار کا انتظار کیا۔ جب دونوں کاریں جا رہی تھیں تو آگے سے ایک اور موٹر آگئی۔ رستہ تنگ تھا۔ سڑک کے کنارے ایک معمولی سی جگہ پہ کار روکی گئی اور آنے والی کار گزر گئی۔

اگلے دن دھرم سالہ پہنچے رات پالم پور ٹھہرے۔ وہاں سے صبح جب قادیان کے لئے روانہ ہوئے تو حضور کی "الیس اللہ بکاف عبدہ" والی انگوٹھی گم ہو گئی حضور اور قافلے کے سارے آدمی اسے تلاش کرنے لگے۔ حضور کو سخت گھبراہٹ تھی۔ وہ انگوٹھی شفیع نامی ایک خادم کو برآمدے کے کونے میں سے ملی جونہی اس نے حضور کو دی حضور اسی جگہ سجدے میں گر گئے۔ ہم سب نے بھی حضور کی اقتدا میں سجدہ کیا۔ اور رات کو ۱۱½ بجے قادیان پہنچے۔ وہ ۱۰ر اکتوبر ۱۹۳۴ء کا دن تھا۔"

حضورؓ کے حسن و احسان کا ایک اور ایمان افروز واقعہ:۔

"ایک دن میں حضورؓ کو ڈاک پیش کر رہا تھا۔ تو عصر کا وقت ہو گیا۔ مؤذن نے اطلاع دی۔ میں نے چند کاغذات پیش کئے۔ جن میں ایک نکاح کا فارم تھا۔ اس کے متعلق ارشاد فرمایا کہ مسجد چل کر پیش کرنا۔ جب میں نیچے آیا تو مجھے پیشاب کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ میں نے اسسٹنٹ سیکرٹری مولوی ظفر محمد صاحب سے کہا کہ حضور کا یہ ارشاد ہے۔ میں دیر سے آؤں گا۔ آپ یہ فارم پیش کر دیں۔ میں نماز میں تیسری رکعت میں شامل ہوا۔ حضور نے سلام پھیرتے ہی مجھے طلب فرمایا۔ لوگوں نے کہا کہ نماز پڑھ رہا ہے۔ حضور گفتگو میں مصروف ہو گئے۔ اور میں مولوی ظفر محمد صاحب کو تلاش کرنے لگ پڑا ایک اور آدمی کو بھی دوڑایا۔ وہ ایک دوکان پہ دودھ پی رہے تھے ان سے فارم لیا گیا۔ اس عرصہ میں حضور نے مجھے بلا کر پوچھا تو میں نے ساری بات بتائی۔ حضور نے صرف اتنا فرمایا کر

"کیا کبھی سپاہی بھی جرنیل کو انتظار کروایا کرتا ہے؟"

Digitized by khilafat Library Rabwah

اتنے میں فارم آگیا اور حضور نے نکاح کا اعلان فرمایا۔"

آخر میں خاکسار نے محترم صوفی صاحب سے احمدی بچوں کے لئے نصیحت کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا۔ کہ جتنا ممکن ہو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ کرتے رہیں۔ اس میں بہت برکتیں ہیں۔

خدا تعالیٰ محترم صوفی صاحب کی صحت و عمر میں برکت دے اور ہم سب کو آپ کی نصیحت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ؂

"تشحیذ" ہمارا

(از شیخ فہیم احمد انور۔ ربوہ)

ہے تشحیذ اپنا ہمیں دل سے پیارا
شکستہ دلوں کا ہے یہ اک سہارا
خزینہ ہے اک علم دیں کا یہ تشحیذ
معلّم ہے دین مبیں کا یہ تشحیذ
سکھاتا ہے علم و ادب یہ رسالہ
رسالوں میں تشحیذ ہے سب سے بالا
بہت اس کے مضمون ہیں پیارے پیارے
سکھاتے ہیں جو دین سارے کے سارے
اسے پیار کرتے ہیں سب سچے دل سے
سبھی چاہتے ہیں اسے بچے دل سے
بڑے شوق سے اس کو پڑھتے ہیں بچے
بہت علم میں آگے بڑھتے ہیں بچے
بہت پیارا تشحیذ ہے اس کا نام
ہے ذہنوں کی پاکیزگی کام اس کا

Digitized by khilafat Library Rabwah

مسکنہ

نوٹ: اگر آپ بھی کوئی خوبصورت تحریر۔ عمدہ، دلچسپ اور سبق آموز کہانی، واقعہ یا لطیفہ کسی کتاب یا رسالے میں پڑھیں تو مع حوالہ ہمیں لکھ بھیجئے ہم اسے اس عنوان کی زینت بنائیں گے

(ادارہ)

عبدالرحمٰن بن محیریز بڑے خدا رسیدہ بزرگ تھے۔ ایک مرتبہ کپڑا خریدنے کے لئے بازار گئے۔ بزاز نے کپڑا دکھایا۔ انہوں نے قیمت میں کچھ کمی چاہی۔ مگر دوکاندار نہ مانا۔ دکاندار کا پڑوسی انہیں جانتا تھا کہنے لگا:۔

"بھئی۔ کچھ پیسے چھوڑ دو۔ جانتے ہو یہ کون ہیں؟ یہ عبداللہ بن محیریز ہیں۔"

عبداللہ یہ سنتے ہی اُٹھ کھڑے ہوئے اپنے بیٹے کا ہاتھ پکڑا اور کہنے لگے:

"میاں چلو! ہم یہاں کپڑا پیسے سے خریدنے آئے ہیں۔ اپنے دین سے نہیں۔"

چنانچہ وہ کپڑا خریدے بغیر ہی واپس چلے گئے۔

(۲)

مسلم بن یسارؒ نماز پڑھ رہے تھے۔ کہ ان کے گھر میں آگ لگ گئی۔ محلے میں شور مچ گیا۔ لوگ گھروں سے نکل کر آگئے اور آگ بجھائی۔ مگر اس قدر شور کے باوجود آپ نماز میں مصروف رہے نماز سے فارغ ہوتے پر پتہ چلا کہ گھر میں آگ لگ گئی تھی۔ اور لوگوں نے بجھائی ہے۔

(نصیر الدین انجم۔ جھنگ صدر)

(۳)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ مجلس خدام الاحمدیہ سے خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ تم حواس خمسہ کو تیز سے تیز تر کرو تاکہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے اندر جو جواہر رکھے ہیں وہ نمایاں ہو کر سامنے آسکیں اور بنی نوع انسان بھی اس سے فائدہ اُٹھا سکیں۔ چنانچہ حضورؒ فرماتے ہیں:۔

"بعض لوگوں کی مزے کی حس اتنی تیز ہوتی ہے کہ حیرت آتی ہے اور یہ حس بھی بہت حد تک بڑھائی جا سکتی ہے۔ کئی لوگ ایسے موجود ہیں

Digitized by khilafat Library Rabwah

جو دوائیاں چکھ کر بتا دیتے ہیں کہ اس میں فلاں فلاں دوائیاں پڑی ہیں۔ قصہ مشہور ہے۔ کہ ایک طبیب کی کسی دوائی کا بہت شہرہ ہو گیا۔ مگر وہ اس دوائی کا نسخہ کسی کو نہیں بتاتا تھا۔ اسی زمانہ میں ایک اور مشہور طبیب تھا جس کی مزے کی حس بہت تیز تھی اور وہ چکھ کر بتا دیتا تھا کہ اس میں فلاں فلاں دوائیاں پڑی ہوئی ہیں مگر اس طبیب کو وہ دوائی ملتی نہیں تھی۔ جو مریض اُس طبیب کے پاس آتا اسے وہ اپنے سامنے دوائی کھلا دیتا تھا۔ ساتھ دوائی نہیں دیتا تھا۔ اس خوف سے کہ کہیں یہ دوائی دوسرے طبیب کے پاس نہ پہنچ جائے۔ اور وہ اس کا نسخہ نہ معلوم کر لے۔ اس طبیب نے بڑی کوشش کی کہ کہیں سے دوائی مل جائے مگر نہ ملی۔

آخر وہ مریض اور اندھا بن کر اس طبیب کے پاس گیا اور اپنی شکل میں بھی تبدیلی کر لی۔ سر پہ ایک بڑا سا کپڑا لپیٹ لیا۔ اور اندھا اور مریض بن کر اس طبیب کے پاس پہنچا اور اپنے مرض کی وہی علامات بتائیں جن پر وہ دوائی استعمال کی جاتی تھی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ دھوکے میں آگیا اور اس نے ایک گولی اسے دے دی اور اس نے وہیں ایک گولی اپنے منہ میں ڈال لی اور منہ میں ڈالتے ہی دوائیوں کے نام گننے شروع کر دیئے۔ یہاں تک کہ وہ ننانوے نام گن گیا۔ جب ننانوے نام گن چکا تو اس کا سانس ٹوٹ گیا۔

طبیب کہنے لگا۔ الحمد للہ تمہیں ستوّیں دوا کا پتہ نہیں لگا۔ اس نسخہ میں سو دوائیاں پڑتی تھیں۔ ننانوے تم نے گن لیں۔ ستوّیں کا تمہیں پتہ نہیں لگ سکا۔ اس لئے اب تم یہ نسخہ مکمل نہیں کر سکو گے۔" (مشعلِ راہ)

(حافظ غلام سرور گھسیٹ پورہ)

(۳)

صدر لنکن کی ایک ڈائری میں جو کہ بوسٹن کے عجائب گھر میں محفوظ ہے لکھا ہے:۔

"جس طرح مجھے یہ گوارا نہیں کہ میں کسی کا غلام رہوں ایسے ہی میں کسی کا آقا بننے سے بھی نفرت رکھتا ہوں۔"

لنکن سے کسی نے کہا۔ "یہ کیا بات ہے کہ آپ ہمیشہ اپنے دشمنوں میں سے دوست بنانے کی فکر میں رہتے ہیں۔ آپ کو تو انہیں تہس نہس کر دینا چاہیئے؟"

انہوں نے جواب دیا:۔

"کیا جب میں انہیں دوست بنا لیتا ہوں تو وہ خود بخود کم نہیں ہو جاتے؟"

(ماخوذ از الہلال عربی)

(مرسلہ:۔ عبد المومن طاہر جامعہ احمدیہ)

Digitized by khilafat Library Rabwah

اپنی اس عمر کو اِک نعمتِ عُظمیٰ سمجھو

مرسلہ:- سفیر احمد۔ مجلس عزیز آباد۔ کراچی

حضرت مرزا البشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں:-

"اطفال کا وجود قومی ترقی میں بیج کا حکم رکھتا ہے اور اچھا زمیندار سب سے پہلے بیج کی فکر کیا کرتا ہے کیونکہ بیج کے اچھا ہونے پر فصل کی کامیابی کا بڑی حد تک دارومدار ہے۔ پس اطفال کے نگرانوں کے لئے بلکہ خود اطفال کے لئے میرا پیغام یہی ہے کہ اگر جماعت کی آئندہ ترقی کو مضبوط بنیادوں پر قائم کرنا چاہتے ہو تو بچپن ہی بلکہ ولادت سے ہی بچوں کی اچھی تربیت کا انتظام ہونا چاہیئے۔

پس اے ہمارے عزیز بچو! اور اے وہ لوگو جن کے ہاتھوں میں اُن کی تربیت کی باگ دُور دی گئی ہے اپنی ذمہ داری کو سمجھو اور اس عمر کی قدر و قیمت کو پہچانو۔ کیونکہ آگے چل کر آج کے بچوں کے سر پر ہی جماعتی کاموں کا بوجھ پڑنے والا ہے۔

لہٰذا اپنے بچوں کو ابھی سے اسلام اور احمدیت کے مضبوط سپاہیوں والی تربیت دو جن کے کندھے اتنے فراخ اور اتنے مضبوط ہوں کہ ہر بوجھ کو اُٹھانے کی طاقت رکھیں اور یاد رکھو کہ بچپن کی تربیت میں پانچ باتیں خاص طور پر بڑی اہم اور بڑی دُور رس ہیں۔ یعنی

(۱) صداقت اور سچ بولنے کی عادت

(۲) دیانتداری اور ہر قسم کے دھوکا اور فریب سے اجتناب۔

(۳) محنت اور جانفشانی اور عرق ریزی۔

(۴) جماعت کے لئے زیادہ سے زیادہ قربانی کا جذبہ۔

(۵) نماز کی پابندی اور دعاؤں کی عادت۔

اگر ہماری جماعت کے بچے اپنے اندر یہ پانچ بنیادی صفات پیدا کر لیں تو خدا تعالیٰ کے فضل سے اُن کا مستقبل بلکہ جماعت کا مستقبل محفوظ ہے۔"

(تربیتی مضامین)

پس ہم سب احمدی بچوں کو چاہیئے کہ

Digitized by khilafat Library Rabwah

ان پانچوں باتوں کو اپنے ذہنوں میں محفوظ کرلیں۔ اور اپنی انتہائی کوشش کریں کہ ہم ان پر عمل کرنے والے ہوں۔ یہ وقت بہت ہی اہم ہے۔ آج سے تقریباً گیارہ سال بعد احمدیت کی صد سالہ جوبلی کے جشن کے وقت ہم جو آج کے اطفال و ناصرات ہیں اُس وقت خُدام الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ کے ممبران میں شامل ہوں گے اور اس وقت ہمیں ہی جماعت کے کاموں کی باگ ڈور سنبھالنا ہوگی اور اس کے لئے ٹریننگ حاصل کرنے کا وقت یہی ہے۔ اس وقت میں ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنی تنظیموں کے جملہ پروگراموں میں باقاعدہ شامل ہوں اور زیادہ سے زیادہ خدمتِ دین کریں تاکہ ہم میں بھی جماعت کے ایک اچھے مخلص کارکن کی خصوصیات پیدا ہو جائیں ؎

اطفال ہیں جو کل یہی خدّام بنیں گے
اک روز یہی خادمِ اسلام بنیں گے
پھیلائیں گے اسلام یہی حد زمیں تک
پرواز کریں گے یہ کبھی عرشِ بریں تک

(قیس میناائی)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو عظیم خادمِ دین بنائے۔ آمین ؎

چاند نکلا ہے رحمتیں لے کر

عید آئی ہے برکتیں لے کر ؎ اپنے دامن میں نعمتیں لے کر
زینتِ آسمان چاند ہوا ؎ بہرِ دنیا مسرتیں لے کر
لوگ کہتے ہیں اس کو چھوٹی عید ؎ یہ تو آئی ہے عظمتیں لے کر
روزہ داروں کا ہے یہ اک انعام ؎ چاند نکلا ہے رحمتیں لے کر
بچوں کا اک الگ تخیل ہے ؎ خوش وہ ہوتے ہیں دولتیں لے کر
اُجلے اُجلے نئے نئے کپڑے ؎ کھانے پینے کی راحتیں لے کر
جی بہلتا نہیں سویوں سے ؎ سیر کرتے ہیں رخصتیں لے کر

عید شبّیر عید ہے اس کی
جس نے پالی خُدا کی خوشنودی

(چوہدری شبیر احمد وکیل اعلیٰ تحریک جدید ربوہ)

Digitized by khilafat Library Rabwah

خدا کشتیٔ قوم کو خود بچائے

محترم جناب صوفی محمد اسحٰق صاحب - پروفیسر جامعہ احمدیہ ربوہ

الٰہی وطن کو یہ کیا ہو گیا ہے؟ ٭ کہ اِک شورِ محشر بپا ہو گیا ہے
پریشان ہے آج ہر ایک بھائی ٭ گرانی کی دیتا ہے ہر سُو دہائی
نہیں چین دل کو نہ رُوح کو سکوں ہے ٭ الٰہی یہ دُنیا ہے یا اک فسوں ہے؟
ہر اک شخص ہر روز یہ سوچتا ہے ٭ مجھے میرا ہمسایہ کیوں نوچتا ہے؟
یہ ہے ان دنوں بے ضمیری کا عالم ٭ کہ حیران و ششدر ہوا سارا عالم
دلوں میں ہیں لالچ نے خیمے لگائے ٭ تو انساں کو خوفِ خُدا کیسے آئے؟
کسی کام پر نوجوانوں کو ٹوکو ٭ نہیں رُکتے ہرگز ہزار اُن کو روکو
وہ طبقہ جو کرتا ہے وعظ و نصیحت ٭ کرے کیا نصیحت کہ ہے خود فضیحت
وہ ایمان کو برملا بیچتے ہیں ٭ یہ ہے اُن کا پیشہ جو سب دیکھتے ہیں
نہیں اُن کو فرصت شکم پروری سے ٭ کسی کو وہ روکیں گے کیا کجروی سے
فساد و شرارت کا پھوٹا وہ لاوا ٭ اکارت گیا سارا آدے کا آوا
خُدا کشتیٔ قوم کو خود بچائے ٭ ہمیں اُس کی عظمت کا مژدہ سُنائے

پلٹ میرے مولیٰ تو اب اس کی کایا
کہ صُوفی ہے بس یہ دُعا کرنے آیا

Digitized by khilafat Library Rabwah

جنگِ ستمبر ۱۹۶۵ء غیر ملکی نامہ نگاروں کی نظر میں

۱۵ ستمبر ۱۹۶۵ء کو "امریکن براڈ کاسٹنگ کارپوریشن" کے نمائندے رائے میلونی نے کہا:-

"صحافت میں مجھے بیس سال گذر گئے ہیں۔ میں یہ حقیقت ریکارڈ میں لانا چاہتا ہوں کہ میں نے ایسے خود اعتماد اور فاتح سپاہی اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھے تھے جیسے پاک فوج میں دیکھ رہا ہوں۔"

۱۵ ستمبر ۱۹۶۵ء کو "بی۔بی۔سی" کے نمائندے نے کراچی میں کہا تھا:-

"تمام سیکٹروں میں بھارت جو ٹینک پاکستانیوں کے ہاتھوں تباہ کرا چکا ہے اُن کی مجموعی تعداد ایک سیکٹر ہنڈرڈ ٹین جتنی ہے۔"

۱۵ ستمبر ۱۹۶۵ء کو "نیویارک ٹائمز" کے جنگی وقائع نگار نے لکھا:-

"بھارت اپنے نقصانات منظرِ عام پر نہیں لایا لیکن یہ حقیقت چھپائی نہیں جا سکتی کہ بھارت اپنی فوج کی بے اندازہ نفری مروا چکا ہے اور اُس نے جو ٹینک، طیارے، توپیں اور دیگر جنگی سامان تباہ کروایا یا پسپا ہوتے وقت پاکستانیوں کے حوالے کیا ہے اُن کے اعداد و شمار غیر معمولی ہیں۔"

۱۶ ستمبر ۱۹۶۵ء کو "ٹائمز آف انڈیا" بمبئی نے لکھا:-

"دشمن (پاکستان) تمام محاذوں پر جس غیض و غضب سے لڑ رہا ہے اس کے پیشِ نظر انڈین آرمی کے لئے پاکستان کی سرحد میں پیش قدمی کرنا آسان نہیں رہا۔"

۱۹ ستمبر ۱۹۶۵ء کو "سنڈے ٹائمز" لندن نے لکھا:-

"پاکستان نے ہندوستان کے ہوائی جہازوں کو اگر وہ بھاگ نہیں گئے تھے آسمان سے نیچے گرا کر مکمل ہوائی برتری حاصل کر لی ہے۔"

۲۳ ستمبر ۱۹۶۵ء کو امریکی ہفت روزہ "ٹائم" کے نمائندے یوئیس کرار نے کہا:-

"جو قوم موت کے ساتھ آنکھ مچولی

Digitized by khilafat Library Rabwah

کھیلنا جانتی ہو۔ اسے کون شکست
دے سکتا ہے۔ میں پاک بھارت
جنگ کو شاید بھول جاؤں۔ لیکن
پاک فوج کا جو افسر مجھے محاذ پر ملنے
گیا تھا اس کی مسکراہٹ کو کبھی
نہیں بھول سکوں گا۔ یہ مسکراہٹ
مجھے بتا رہی تھی کہ پاکستانی نوجوان
کس قدر نڈر اور دلیر ہیں۔ جوان
سے جرنیل تک کو میں نے اس طرح
آگ کے ساتھ کھیلتے دیکھا ہے
جس طرح گلیوں میں بچے کانچ کی
گولیوں سے کھیلتے ہیں۔ میں نے
جب اوسی سے پوچھا کہ یہ کیسے
ممکن ہے کہ تعداد میں کم ہونے کے
باوجود تم ہندوستان پر غالب
آ رہے ہو؟ اس نے میری طرف
دیکھا۔ پھر مسکرایا اور کہا۔ "اگر
حوصلہ، بہادری اور حب الوطنی
قابل دید چیز ہیں ہوتیں تو ہندوستانی
امریکن مدد کے ساتھ ساتھ ان کو
بھی حاصل کر لیتے"۔

ہفت روزہ "سپوٹ نک" لندن کے اخبار نویس

کے خصوصی نامہ نگار نے لکھا:-

"ہوائی جنگوں میں پاکستان کے دعوؤں
پر جو مبالغہ آمیز معلوم ہوتے ہیں اکثر
شک کیا جاتا ہے لیکن ایئر فورس
کے چیف ایئر مارشل نور خاں اور
اس کے سٹاف افسروں کو ملنے کے
بعد میں ان کے دعووں کو بلا جھجک
قبول کرتا ہوں"۔

"مرر" کے نمائندے بریان ہچن نے لکھا:-

"فائر بندی ہوئے تین ہفتے گزر
گئے ہیں۔ میں ٹینکوں اور انسانوں کے
قبرستان میں گھوم رہا ہوں۔ فضا
میں گدھ منڈلا رہے ہیں۔ ماحول اور
فضا پر موت کا تعفن بسا ہوا ہے
میرے سامنے جلتے ہوئے ٹینکوں کی
دستہ میں بھارت کے بھیجے گئے
ہوئے پچھتر ٹینکوں میں سے بچے ہیں
وہ مرے ہوئے چیونٹیوں کی طرح
دکھائی دیتے ہیں جن کا ہر حصہ
کسی نہ کسی طرح ہوا میں اڑ گیا ہے
کوچیوں نے بھاگتے ہوئے بھی
ان کے اندر بیٹھے ہوئے میں نے
آنکھوں سے دیکھا ہے کہ پاکستان
نے بھارت کو کس قدر بھاری
شکست دی ہے۔ اس وقت تک
پاک فوج کے جوان میرے ساتھ
تیس کے قریب ٹینکوں کی لاشیں ایک

Digitized by khilafat Library Rabwah

کرتے ہوئے دفن کر چکے ہیں۔ اس میں
کچھ شک نہیں کہ پاکستان نے بھارت
کے ۱۱ مرد و دشمنوں کا صفایا کر دیا ہے۔"

نیز ۱۰ ستمبر ۱۹۶۵ء کو امریکی ہفت روزہ
"نیوز ویک" کے نامہ نگار فرینک میولیے نے لکھا:۔

"پاکستان کی کم تعداد افواج انڈین
آرمی کے کئی حملے ناکام بنا چکی ہیں۔
میرا مشاہدہ یہ ہے کہ بھارتیوں نے

پاکستانیوں سے آمنے سامنے کی جو لڑائی
ہے وہ ان کیلئے مہنگی ثابت ہو رہی ہے۔"

نیز ۱۴ اکتوبر ۱۹۶۵ء کو "گارڈین" لندن کے
نمائندہ خصوصی پیٹر پریسٹن نے لکھا:۔

"پاکستانی بہادر لوگ ہیں۔ بے خوف
پاکستانیوں اور ہندو ہندوستانیوں کو
دیکھ کر پروپیگنڈے کا اثر ختم ہو جاتا ہے۔"

(عطاء الرحمٰن محمود چک ۱۹۳ R.B. ضلع فیصل آباد)

دلچسپ انعامی مقابلہ

مجلس اطفال الاحمدیہ عزیز آباد کراچی کے زیر انتظام ایک "دلچسپ انعامی مقابلہ" منعقد کروایا جا رہا ہے۔

اس مقابلہ میں حصہ لینے والے بچے اور بچیوں کو درج ذیل عنوان پر مضمون لکھنا ہوگا:۔

میری زندگی کا ایمان افروز واقعہ

☆ مضمون تقریباً دو فل سکیپ صفحات پر مشتمل ہونا چاہیئے۔
☆ مضمون بھجوانے کی آخری تاریخ ۳۰ ستمبر ۱۹۶۸ء ہے۔
☆ مضمون اس پتہ پر بھجوائیں:۔ "ناظم اطفال و مجلس عزیز آباد کراچی ۱۴ (۱۸۹ فیڈرل بی ایریا کراچی ۳۸)
☆ بچے اور بچیاں اپنا یہ انتخاب "خوبصورتی" کے ساتھ پیش کریں۔
☆ اس مقابلہ میں اوّل، دوم اور سوم آنیوالے بچے اور بچیوں کو بالترتیب ۲۰/- ۱۵/- اور ۱۰/- روپے انعام دیا جائے گا۔ ☆ مضمون کے آخر میں اپنا نام اور پتہ خوشخط تحریر کریں۔
☆ اوّل آنے والا مضمون رسالہ تشحیذ میں اشاعت کیلئے بھجوایا جائے گا۔

سیکرٹری تعلیم مجلس اطفال الاحمدیہ عزیز آباد کراچی

Digitized by khilafat Library Rabwah

بزمِ تشحیذ

(۱)

میں پچھلے دو سال سے آپ کے شائع کردہ ماہنامہ تشحیذ الاذہان کا مطالعہ کر رہا ہوں۔ ہر ماہنامہ تاروں بھری رات میں چمکتے ہوئے شوخ چودھویں کے چاند سے مشابہت رکھتا ہے۔ خاص طور پر ٹائٹل کی تصاویر۔ سبھی مضامین پسند ہیں۔ خبرنامہ تشحیذ اور ناصرات کے صفحات کا میں دلی طور پر گرویدہ ہوں۔

(ایم منور اقبال جاوید۔ محمود آباد جنوبی)

(۲)

ماہ جولائی کا اپنا محبوب رسالہ پاکر دل کو تسکین حاصل ہوئی۔ ماشاء اللہ سبھی مضامین قیمتی الفاظ سے نوازے گئے تھے۔ خدا تعالیٰ نے ہمارے احمدی نونہالوں کے ہاتھوں میں اتنی برکت رکھی ہے کہ وہ اس سے بھی اچھے مضامین بھیج کر دنیا کے اور رسالوں میں تشحیذ کو بلند کر دیں گے۔

پیارے بھائیو یہ ایک دینی اور اصلاحی رسالہ ہے۔ ہر احمدی کے گھر میں ایک رسالہ ضرور ہونا چاہیئے اس کے مطالعہ سے دینی معلومات میں اضافہ ہوتا ہے۔

(انوار احمد عامر۔ پیجی)

(۳)

جولائی کا رسالہ پاکر دل کو بہت خوشی ہوئی کہ ہمارے محبوب رسالے میں اتنی اچھی کہانیاں، لطائف۔ عجیب و غریب معلومات وغیرہ بہت اچھے طریقے سے تحریر کی گئی تھیں۔ ہم سب بہن بھائی تشحیذ الاذہان کو بڑے شوق سے پڑھتے ہیں۔

(محمود احمد احمدی۔ سمندری)

(۴)

اپنے تشحیذ کا انتظار کرتے کرتے پورے تین دن گذار دیئے جاتے ہیں اور اس وقت چین نصیب ہوتا ہے جب پیارا رسالہ ہمارے ننھے ننھے ہاتھوں میں جھول رہا ہوتا ہے۔ پھر تو تشحیذ الاذہان کی جان اس وقت تک نہیں بخشی جاتی جب تک ختم نہیں ہو جاتا۔ اللہ تعالیٰ رسالے کو ہمیشہ ترقیوں کی طرف گامزن رکھے۔ آمین۔

(ساجدہ شاہین۔ علی پور ضلع ملتان)

Digitized by khilafat Library Rabwah

مزاحیہ

کھودا پہاڑ.....

بشیر احمد حبیب - ربوہ

ان دنوں میرے ماموں زاد ہمارے گھر میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ گھر بیٹھے بور ہو رہے تھے۔ ابّو نے مشورہ دیا جاؤ سلیم اور طاہرہ کو نواب ہچکالو خاں چنگیزی سے متعارف کراؤ ہم اچھل پڑے کہ ایسی شاندار ترکیب ذہن میں پہلے کیوں نہیں آئی۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد ہم آستانہ چنگیزی کی طرف رواں دواں تھے۔

اُنہیں ہمارے محلہ میں تشریف لائے ہوئے دو ماہ ہی گزرے تھے۔ لیکن اس قلیل مدّت میں اپنے مزاجِ رنگین کی وجہ سے بہت مشہور ہو گئے تھے داستان گوئی اور کہانیاں سُنانا جیسی مہارت اُن کا خاصہ تھیں اور اگر کوئی بھول چوک کر اُن کی خدمت میں حاضر ہوتا تو اس کے چار پانچ گھنٹے گول کرنا تو اُن کا بائیں ہاتھ کا کھیل ہوتا۔

لیکن چونکہ اُن کی باتیں شیر و شکر اور شیریں ہوتی تھیں اس لئے میں بھی کبھی کبھی منہ کا ذائقہ بدلنے کے لئے ان کے دولت خانے کا چکر لگا لیا کرتا تھا۔ دولت خانہ اس لئے کہ کسی لحاظ سے بھی کم مایہ نہ تھے۔ بلکہ صاحب اقبال۔ صاحب ذوق صاحبِ زبان ہونے کے ساتھ ساتھ صاحب جائیداد صاحب مقدور اور صاحب حیثیت بھی تھے۔

تھوڑی دیر بعد ہم ہچکالو خاں چنگیزی کے سجے سجائے ڈرائنگ روم میں تھے۔ سلیم اور طاہرہ ڈرائنگ روم سے خاصے مرعوب نظر آرہے تھے۔ کھڑکیوں پر بھاری ریشمی پردے لٹک رہے تھے اور فرش ایک دبیز قالین سے ڈھکا ہوا تھا۔ لیکن وہ عجیب سا تخت جس پر ہچکالو خاں چنگیزی جلوہ افروز تھے سب کی نگاہوں کا مرکز بنا ہوا تھا۔

اُس تخت پر بہت بڑا بستر پڑا ہوا تھا جو اگلی طرف سے زمین کو چھو رہا تھا اس لئے اُس کی اندرونی ساخت معلوم نہیں ہو سکی تھی۔ اُوپر سے بناوٹ کے لحاظ سے واقعی عجیب تھا جس پر ہچکالو خاں چنگیزی بڑے عجب سے بیٹھے ہوئے تھے۔ اگلی طرف سے وہ تقریباً پلنگ جتنا اُونچا تھا اور پچھلی طرف سے زمین سے کافی اٹھا ہوا تھا۔

آؤ بھئی بڑے دنوں کے بعد شکل دکھائی....

Digitized by khilafat Library Rabwah

..... اور یہ کون ہیں؟" ہچکا لوخاں چنگیزی کی آواز نے ہمیں چونکا دیا۔

"یہ میرے ماموں کے لڑکے ہیں....."

"ہچکا لوخاں چنگیزی صاحب پہلے یہ بتائیے یہ عجیب الخلق چیز کیا ہے؟" سلیم نے کان کاٹ کر بولا۔

"بھئی مجھے اپنا تعارف تو کرانے دو..... ہاں تو مجھے کہتے ہیں نواب ہچکا لوخاں چنگیزی اور میرا تخلص ہے ہچکی....."

"چنگیزی صاحب معاف فرمائیے۔ نہ جانے کیوں مجھے آپ کا نام سن کر آلو یاد آجاتے ہیں جو بالکل آپ کے سر سے لگتے جلتے ہیں۔" میں نے بات کاٹی۔

"بھئی مجھے تو معلوم ہی ہے ہمارا سلسلۂ نسب ہلاکو خاں سے جا کر ملتا ہے..... لیکن ہلاکو خاں تو چنگیز خاں کے پوتے تھے" ظاہر نے بات کاٹی۔

"اوہ دراصل میں بھی چنگیز خاں ہی کہنا چاہتا تھا..... ہاں تو ہمارا سلسلۂ نسب چنگیز خاں سے جا کر ملتا ہے اور یہ ہمارا نام بھی اسی سلسلے کی کڑی ہے یعنی چنگیز خاں اور ہلاکو خاں کو ملا کر یہ نام خاص طور پر تیار کیا گیا ہے..... ان باتوں کو چھوڑو پہلے یہ بتاؤ ٹھنڈا پیو گے یا گرم؟" پہلے ٹھنڈا پھر گرم ہو جائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔" سلیم نے کہا۔

پھر ہچکا لوخاں صاحب نے ادھر سے بیٹھے ہی بیٹھے نوکر کو ہدایت دی اور پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے۔

"ہاں تو ابا آؤ اصل معاملے کی طرف تم نے پوچھا یہ کیا چیز ہے..... یہ بتانے کے لئے مجھے تاریخ کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوبنا پڑے گا....."

"ڈوبنے ہی سے تو اچھا ہے۔" میں نے اس قدر آہستہ سے کہا کہ ہچکا لوخاں اسے نہ سن سکے۔

"اس تاریخی تخت کی کہانی بھی ہمارے سے شروع ہوتی ہے....."

"کیا یہ کوئی کتے کی نسل ہے؟" سلیم نے سوال کیا۔

"تم تو نرے بدھو نکلے بھئی اسی گشت پہ جا کر ہمارا تعلق چنگیز خاں سے جا ملتا ہے..... ہاں تو میں بتا رہا تھا کہ یہ تخت چنگیز خاں نے بنوایا اور پھر ساری عمر اسی تخت پہ بیٹھ کے گزاری۔

"لیکن یہ..... اپنا چنگیز خاں تو ساری عمر چنگیں پڑتا رہا۔" میں نے کہا۔

"ہے..... ہے اپنا۔ کیوں تمہیں کھانا چاہتے ہو۔" خبردار جو اسے پھر کبھی اپنا کہا..... اچھا تو تم نے کہا وہ چنگیں پڑتا رہا ہے بھئی تمہیں علم نہیں یہ تخت بند ہو کر کتاب کے برابر ہو جاتا ہے یہ تخت رواں بھی ہے اور تخت سلیمانی بھی اور وہ جو ہے نہ..... اپنا شاہ جہاں....."

"ہے..... ہے اب آپ کا شاہ جہاں کدھر ہے۔" سلیم ہاتھ نچا کے بولا۔

Digitized by khilafat Library Rabwah

"پہلے تو ہمارا ہی ہی ..... اس کا تخت تھا۔
تخت طاؤس ۔ اور تھا بھی بہت کروڑوں کا لاگت سے
تیار ہوا تھا ۔ اور تھا شاہ ایران سے کر
چھین لیا تھا ۔ وہ تخت بھی اس تخت کے سامنے
پانی بھرتا تھا ۔

"کہیں تاریخ والے جیل ہی نہ دے دیں"
میں نے کہا ۔

"ارے کیا کہا ۔ جاؤ کسی لائبریری میں
چلے جاؤ ۔ یہ جو ہے نا تاریخ جہانگیری اپنے ہاتھ
کی لکھی ہوئی ہے ۔ ساری دنیا مانتی ہے اور یہ اتنی
فروخت ہوئی ۔ اتنی کہ کیا بتاؤں ۔ اور
پھر یہ آنکھ کھلی تو چار پائی کے نیچے پڑے
تھے ۔ میں نے چونکا کی ۔ پھر داستان جہانگیری
کی سچ مچ بات نہ آئی ۔ وہ تصویری بکس اور ہر دو ہر
لیکچر سے پھر بات شروع کر دی ۔

"یہ سائنس کی دنیا ۔ ایسے ۔ ایسے
وہ حیرت انگیز ایجادیں ہے اور جو اس میں محکمہ ہے
وہ کہیں سے کہیں ۔ جہانگیری صاحب تخت
کے نیچے جھکے کو اوپر نیچے کرتے ہوئے ۔
"ہستی اتھی لیکن تو نہیں کی ریڈیو ہوتی
ہے ..... نیچے جھنڈیں آتی کہ اس کا ہم خصوصیت
کیا ہے ۔" طاہر نے کہا

"یہ تو یعنی ہمارے دماغ کے رہتے اور
سر کوئی بھی نہیں ..... نہیں شاید ہو ۔ اور
نہیں ہاں ساری رات پھر ہم کہانی کے قصے سناتے

رہے اور صبح پوچھا پھر "کیا یاد رہا"
"کچھ بھی نہیں ۔ اگر اس بات کا پتہ تو
یوسف تنویر کی کہانی ہے سلیم نے کہا
"چلیے ہم بھی کچھ سنائے گا ..... "
نے خود ایک شخص کو یہ قصہ سنایا تھا اور تب سے
یہ کہانی ہمیں یاد ہے"

"چلیے شروع کیجیے" سلیم بولا ۔ "ہاں تو میں کہہ رہا تھا ...
..... لیکن ہم نے کہا غلطی آپ کی بھی نہیں میری ہے"
"نہیں وہ اور اس سے نکل گیا اور اگلی
غلطی آپ کی ہے ..... اور اصل میری ہی تھی"
"یہ ہوئی نہ بات ۔ لو اب تو ..... ایک تو
اس کی قیمت کا اندازہ نہیں ہو سکتا ۔ انہیں کو
اس کا کوئی قیمتی نہیں ہے ۔" میں نے کہا
"اچھا ۔ اچھا ۔ وہ ہاں پہلے تو شروع کیجیے"
"کی تھی"

"..... تو پھر تمہارا کوئی قصور نہیں ..... میں
تو یہی کہہ رہا تھا ۔ ایک آدمی کی قیمت بہت زیادہ
ہے ۔ اور اسے یہ بہت تاجی تخت ہے ۔ آج تک
ایسا تخت ۔ ۔ ۔ اور پھر ایسا ۔"
"واقعی اتفاق ہے ..... اور ایسا اچھا تخت
کبھی نہیں دیکھا ۔" سلیم نے کہا
"اسے پہلے تو ہوا سے اس تخت کے
کئی حصے کیے پھر اکیلا پھرتا ..... پھر اکڑتا تھا
کبھی تو زمین دیکھتا ..... کبھی آسمان ۔ اور پھر

Digitized by khilafat Library Rabwah

یہ اپنا نوشادر..... "کیا.... کیا"

"اوہ وہ.... نادرشاہ وہ بھی جھک مارتا رہا لیکن نتیجہ وہی ڈھاک کے تین پات...."

"کیا آج تک اس تخت کا کسی کو علم نہیں ہوسکا؟" طاہرہ نے سوال کیا۔

"پتا چلا تھا نوشادر کو..... اسے نادرشاہ کو بس آگیا تو اب جھر نودین چنگیزی کے پاؤں پڑنے"

"مجھے یاد پڑتا ہے۔ یہ شخص دربار میں کچھ کام کیا کرتا تھا" "ہاں۔ ہاں بھئی کیوں نہیں ہمارے خاندانی بزرگ تھے....." "ارے یاد آگیا جھاڑو دیتے تھے دربار میں" میں نے اچانک کہا" ویسے ایک بات ہے"۔ ہچکا لوخاں صاحب نے بات شروع کی" آج تک کوئی اپنی اوقات نہیں بھولا"۔

"لیکن آپ تو بھول گئے"۔ میں نے اُدھر سے لگائی۔ "ہاں تو آگے سنو۔ نواب جھر نودین نے اُسے کہا بھئی معاف کردو۔ لیکن صاحب وہ تو جونک کی طرح چمٹ گیا..... بس ایک دم جھر نودین جلال میں آگئے۔ پاس ہی جھاڑو پڑا تھا ایک ہی مارا۔ وہ بے چارا دیوار کے ساتھ چمٹ گیا"

"آگئے اپنی اوقات پر خود ہی" سلیم نے کہا

"بھئی تم اُن کی طاقت تو دیکھو"

"ہاں اُنہیں یا تو بعد میں غور سے دیکھنے پر پتہ چلا ہوگا۔ یہ دراصل مچھر ہے" سلیم پھر بولا۔

"ہاں تو اتنی دیر میں انگریز بھی خاک چھاننے کے لئے آگئے لیکن ہمارے خاندان نے اندر ہی اندر اُنہیں نیست و نابود کر دیا"۔

"تو کیا آپ کے خاندان والے دن کو بھی خواب دیکھتے تھے"۔ میں نے معصومیت سے پوچھا۔

"اُس وقت کی تو اُس وقت رہی اب بھی امریکہ، روس ساری دنیا کے جاسوس اس کو ڈھونڈ رہے ہیں۔ لیکن سب منہ کی کھائیں گے۔

"فرض کریں کسی جاسوس نے سراغ لگا لیا"

"تو سراغ لگا ہی نہیں سکتا اور اگر بالفرض لگ بھی گیا تو یہی کہتا ہوا اس دنیا سے کوچ کرے گا۔

"خاک ہو جائیں گے ہم تم کو خبر ہونے تک"

"اگر ہم دنیا کو بتا دیں کہ تخت آپ کے پاس ہے ..... تو؟"

"تو امریکہ والے کہیں حکومت لے لو۔ روس والے پاؤں پڑیں۔ چین، فرانس، برطانیہ سارے میرے پاؤں چاٹیں....." "آپ کو بھی یہ بیماری وراثت میں ملی ہے دن کے وقت....." میں نے فقرہ ادھورا چھوڑتے ہوئے کہا۔ "ساری دنیا اس تخت کے بدلے مجھے دیں گے اور یہ لچک..... ہاں یہی لچک..... کیا بات ہے لچک کی"۔ آخری بار لچک کہنے کیساتھ انہوں نے جوش میں آکر کچھ زیادہ ہی زور لگے حصے پر ڈال دیا۔ بس زور بار آور ثابت ہوا۔ تخت اُوپر اور تخت نشین نیچے پڑے نظر آنے لگے۔ نیچے سے بچاؤ بچاؤ کی آوازیں آرہی تھیں اور اوپر ایک ٹوٹی پھوٹی چارپائی منہ چڑا رہی تھی۔

Digitized by khilafat Library Rabwah

ننھے ادیب

ٹکٹ چیکر

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک گاڑی ایک بڑے شہر کے بڑے اسٹیشن پر پہنچی تو دوسرے مسافروں کے ساتھ تین آدمی بھی سوار ہو گئے۔ دو منٹ گزرنے کے بعد گاڑی روانہ ہوئی اور ٹکٹ چیکر صاحب ٹکٹ چیک کرتے ہوئے ان کے پاس آ گئے اور ٹکٹ چیک کرنے میں مصروف ہو گئے۔ اتفاق سے تینوں آدمیوں کے پاس ٹکٹ نہیں تھے اور وہ اچانک گاڑی آنے پر سوار ہوئے تھے۔ انہوں نے چیکر صاحب سے کہا کہ ہمیں میرپور خاص کا ٹکٹ کاٹ دیں تو چیکر صاحب بولے کہ تینوں آدمیوں کے تیس روپے لگیں گے۔ جبکہ میرپور خاص کا ٹکٹ فی کس چار روپے بنتے ہیں۔ تو وہ بے چارے ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔ انہوں نے چیکر صاحب کی کافی منتیں بھی کیں۔ جب وہ زمانہ تو وہ تینوں تیس روپے پر ہی راضی ہو گئے اور تیس روپے چیکر صاحب کو دے دیئے۔ چیکر صاحب بولے کہ میں اگلے اسٹیشن تک آپ کا ٹکٹ بنا دوں گا۔ تین چار اسٹیشن گزر جانے کے باوجود بھی چیکر صاحب نے انہیں ٹکٹ بنا کر نہ دیا۔ ان کی منزل نزدیک سے نزدیک تر آتی جا رہی تھی۔ جب درمیان میں صرف تین اسٹیشن باقی رہ گئے تو ان تینوں میں سے ایک اٹھ کر چیکر صاحب کی تلاش شروع کر دی۔ جب وہ شخص ایک فرسٹ کلاس کے کمرہ میں داخل ہوا تو چیکر صاحب وہاں سو رہے تھے جب انکو اٹھایا تو پتا چلا کہ یہ چیکر صاحب دوسرے ہیں۔ اور وہ پہلا شخص تھا اس نے پوچھا کہ وہ دوسرا ٹکٹ چیکر کہاں ہے تو وہ بولے کہ چیکر تو صرف ایک ہی ہوتا ہے۔ اور اگر کوئی ٹکٹ چیکر اس گاڑی میں نہیں ہے تو اس آدمی

Digitized by khilafat Library Rabwah

نے اپنی ساری کہانی اُس چیکر صاحب کو بتائی تو وہ چیکر صاحب بولے کہ وہ تو ایک فقیر ہے پنجاب سے آیا ہوا ہے۔ آپ ایسے کریں دس روپے مجھے دے دیں میں آپ کا ٹکٹ بنا دوں۔ تو اُس نے دس روپے دیئے اور تینوں آدمیوں کے ٹکٹ بنوا لئے۔ جب گاڑی میرپور خاص کے اسٹیشن پر رُکی تو وہ تینوں مشورہ کر کے جلدی جلدی گیٹ کیپر کے پاس جا کر کھڑے ہو گئے کہ اگر وہ چور چیکر آیا تو اُسے پکڑ کر پولیس کے حوالے کروائیں گے اور اپنی رقم واپس لیں گے۔ سب مسافر باری باری گزر رہے تھے۔ یکدم انہوں نے ایک آدمی کو پکڑ لیا اور اسٹیشن پر شور برپا ہو گیا۔ وہ نقلی چیکر بولا کہ مجھے چھوڑ دو۔ وہ بولے ہماری رقم واپس کرو ورنہ ہم پولیس کے پاس لے جائیں گے۔ اور آخر کار وہ اُسے پولیس کے پاس لے گئے۔ جب پولیس نے اُس کی اچھی طرح سے آؤ بھگت کی تو اُس نے سب کہانی سنا دی۔ وہ بولا کہ اصلی ٹکٹ چیکر میرا ماموں ہے اور اُس نے اپنی وردی مجھے اتار کر دی تھی اور کہا کہ اچھی طرح سے لوٹ مار کر کے آؤ۔ آدھی رقم تمہاری اور آدھی میری۔ اور میرپور خاص کے آنے سے قبل میری وردی اتار کر مجھے لا دینا۔ میں نے صرف ان تینوں کو ہی نہیں بلکہ میں نے چار سو بچوں کو روپے کمائے ہیں۔ آدھی رقم میں نے اُس کو دی ہے۔ اور آدھی رقم میرے پاس ہے۔ مگر ان تینوں کی رقم نے ہماری تمام کمائی پر پانی پھیر دیا ہے اور ریلوے کی پولیس بھی ہمارے ساتھ ملی ہوئی تھی تو پیارے بچو۔ یاد رکھو کہ ٹکٹ لے کر گاڑی میں سفر کرو۔ کہیں آپ کے ساتھ بھی یہ واقعہ نہ پیش آئے۔

(محمد اسمٰعیل شاہد۔ بستی صادق پور)

مَیں کبھی نہ بھولوں گی....

مَیں سیالکوٹ میں اپنی نانی اماں کے پاس رہتی ہوں۔ میری خالہ بھی وہیں ہیں۔ میری ایک خالہ مجھ سے چھوٹی ہیں۔ جن کی عمر تقریباً آٹھ سال ہے۔ سیالکوٹ میں مکانوں کی منزلیں اُونچی اُونچی ہوتی ہیں۔ واقعہ یوں ہے کہ۔ ایک دن ہم آنکھیں بند کر کے کھیل رہے تھے۔ میری چھوٹی خالہ ہمیں پکڑنے کو دوڑیں۔ سامنے چھت کا جنگلا آ گیا۔ وہ جنگلا اُن کے قد سے چھوٹا تھا۔ اس لئے وہ اُوپر سے نیچے جا گریں۔ ہم سب اس قدر پریشان ہوئے کہ بیان سے باہر ہے۔ کیونکہ خالہ کو بیہوشی کی حالت میں اُٹھایا گیا۔ آخر ہم نے اپنے قریبی ڈاکٹر کو فون کیا۔ ڈاکٹر فوراً آ گیا اور دوا دی اور چلا گیا۔ کچھ دیر بعد خالہ کو ہوش آ گئی اور ہماری جان میں جان آئی۔ اسی وقت انہیں سول ہسپتال لے گئے اور ایکسرے وغیرہ کروایا۔ خدا کا شکر ہے کہ انہیں زیادہ چوٹیں

Digitized by khilafat Library Rabwah

نہیں آئیں تھیں اور کچھ دنوں بعد وہ ٹھیک ہو گئیں۔ اس دن کے بعد ہم نے کبھی آنکھیں بند کر کے کھیل نہیں کھیلا۔

(طلعت مجید۔ منڈی بہاؤالدین)

توبہ میری توبہ

راحیل بہت ذہین اور محنتی لڑکا تھا۔ ہمیشہ اپنے سکول میں اوّل آتا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی۔ کہ اس کے والد صاحب جہاں اس کی جائز خواہش پوری کرتے وہاں اسے محنت بھی کرواتے۔ اساتذہ اس سے بہت خوش تھے کیونکہ وہ ان کا بہت احترام کرتا تھا۔ اس کے والد صاحب ایک کمپنی میں ملازم تھے۔ وہ مہینہ میں دس بارہ دن دورہ پر رہتے تھے۔ اس کی تعلیم جاری رہی۔

پھر ایک دن وہ دسویں جماعت میں پہنچ گیا۔ کچھ عرصہ وہ اسی طرح پڑھتا رہا۔ لیکن پھر اس کی دوستی اکرم اور بشیر سے ہو گئی جو بہت بُرے لڑکے تھے۔ سگریٹ نوشی کرتے اور جیب کترے بھی تھے۔ جن دنوں اس کے والد صاحب دورہ پر ہوتے ان دنوں اس کو دوستوں کے ساتھ گھومنے پھرنے کی کوئی دقت نہ ہوتی لیکن جب اس کے والد دورہ پر نہ ہوتے تو اس کو گھومنے میں مشکل پیش آتی لیکن وہ بہانے بنا کر نکل آتا پھر وہ سکول سے بھی غیر حاضر رہنے لگا۔ ایک دن ہیڈ ماسٹر نے رپورٹ کر دی کہ راحیل اب غیر حاضر رہنے لگا ہے۔ اور اس کی دوستی بُرے لڑکوں سے ہے۔ والد صاحب کو پتہ لگا تو انہوں نے خوب پٹائی کی۔

اب راحیل مطالعہ کے بہانے رہانے پڑھتا رہتا۔ لیکن جب اس کے والد دورہ پر ہوتے وہ بڑا خوش ہوتا۔ آخر دن گزرتے گئے۔ جب ایک ماہ امتحان میں رہ گیا تو وہ سوچنے لگا کہ اب امتحان قریب ہے۔ محنت میں نے کی نہیں۔ امتحان دوں گا تو کیا لکھوں گا۔ پھر اس نے اس تذبذب سے نکلنے کا حل سوچا کہ اکرم اور بشیر کے ساتھ گھر سے بھاگ جائے۔ یہ سوچتے سوچتے وہ سو گیا۔ کیا دیکھتا ہے تینوں گھر سے بھاگنے کے لئے ایک گاڑی میں سوار ہوئے۔ گاڑی میں بہت رش تھا اور وہ ابھی چلی بھی نہیں تھی۔ جب راحیل نے اتنا رش دیکھا تو اس نے جیب کاٹنے کا ارادہ کیا اور جب وہ ایک شخص کی جیب کاٹنے ہی لگا تھا کہ پکڑا گیا۔ جب اکرم اور بشیر نے دیکھا تو وہ بھاگ گئے۔ اب وہ شخص اسے سپاہی کے پاس لے آیا۔ وہ سپاہی اُسے تھانے لے گیا۔ اور جب اس نے تھانیدار کی بڑی بڑی مونچھیں دیکھیں تو ڈر کر سہم گیا۔ اور منتیں کرنے لگا۔ لیکن تھانیدار نے آؤ دیکھا نہ تاؤ تین چار مکّے رسید کئے۔ راحیل ساتھ ساتھ چیختا جاتا اور روتا جاتا تھا اور کہتا مجھے معاف کر دو۔ توبہ میری توبہ۔ میں اب ایسا نہیں کروں گا۔ اس کے چیخنے سے اس کی امّی

Digitized by khilafat Library Rabwah

(خالد مسعود۔ کنری (سندھ)

سلطان ٹیپو شہید

دنیا میں ایسے آدمی کم پیدا ہوتے ہیں جن کے سامنے کوئی بلند مقصد ہو اور وہ اس کی خاطر سر دھڑ کی بازی لگا دینے میں بھی تامل نہ کریں۔ ایسے ہی آدمی ہوتے ہیں جو قوموں کی زندگی کے چراغ روشن کرتے ہیں اور ایسے ہی آدمیوں سے ملکوں کی تاریخیں بنتی ہیں۔ ٹیپو سلطان شہید اسی وصف کے حامل ایک عظیم انسان تھے۔ وہ کہا کرتے تھے کہ

"شیر کی ایک دن کی زندگی گیدڑ کی سو سالہ زندگی سے بہتر ہے"

یہ ایک حقیقت ہے۔ انسان کے لئے یہی زیبا ہے کہ شیر کی طرح زندگی بسر کرے۔ خدا کے سوا کسی سے نہ ڈرے۔ کسی کے سامنے سر نہ جھکائے۔ ایسا شکار آپ مارے اور اپنی خوراک خود پیدا کرے۔ گیدڑ کی زندگی کیا ہے؟ نہ کسی کے مقابلہ کی ہمت نہ کسی سے ٹکر لینے کا حوصلہ۔ پتا بھی کھڑکے تو دل کانپ اٹھے۔ ہوا کا جھونکا بھی آئے تو روح لرز جائے۔ شیر شکار مار کر جو کچھ تھوڑا بہت اس سے بچ رہتا ہے وہ بھی گیدڑ کا پیٹ بھر لیتا ہے۔ ورنہ بھوکا رہتا ہے۔

ٹیپو سلطان کے والد حیدر علی نے جنوبی ہند میں بہت بڑی سلطنت قائم کر لی تھی۔ جس کا مرکز سرنگاپٹم تھا۔ اور جو سلطنت میسور کے نام سے مشہور تھی۔ حیدر علی بہادر شخص تھا جس نے بھانپ لیا تھا۔ کہ جو فرنگی تاجروں کے بھیس میں ہندوستان آئے ہیں اور انہوں نے ملکی معاملات میں دخل دینا شروع کر دیا ہے۔ اگر انہیں قدم جمانے کا موقع مل گیا تو پورے ملک کے لئے ایک خوفناک خطرہ پیدا ہو جائے گا۔ حیدر علی نے فرنگیوں کے خطرے کو مٹا دینے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ اور وہ ابھی ادھورا تھا کہ خدا کی طرف سے بلاوا آگیا۔ اور وہ اپنے جگر گوشہ کے لئے دو ورثے چھوڑ کر رخصت ہو گیا۔ ایک تاج و تخت اور دوسرا فرنگیوں کے حملے کا انسداد۔ ٹیپو سلطان نے دونوں ورثے جوانمردی سے سنبھالے۔ تاج و تخت کی حفاظت اور فرنگیوں کی شکست و ریخت میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ یہاں تک کہ بیش قیمتی جان بھی اسی ہانڈی میں لگا دی۔

فرنگیوں سے اول دوست

Digitized by khilafat Library Rabwah

لڑنی پڑیں۔ اگر انہیں مرہٹوں اور نظام کی امداد نہ ملتی تو سلطان یقیناً اُن کے اقتدار کا تار و پود بکھیر کر رکھ دیتا۔ لیکن وہ دونوں مرتبہ مرہٹوں اور نظام نے نہ صرف سلطان سے بلکہ ملک کے بہترین مقاصد سے غداری کی۔ آخری لڑائی میں فرنگیوں، مرہٹوں اور نظام نے سلطان کے مرکز حکومت کا محاصرہ کر لیا۔

۴ مئی ۱۷۹۹ء کو اس شیر دل مجاہد نے میسور کی سلطنت اور ہندوستان کی آزادی کے لئے لڑتے ہوئے شہادت پائی۔ مرہٹوں اور نظام نے جن فرنگیوں کو مدد دے کر ٹیپو سلطان کو شہید کرایا تھا۔ انہیں کے ہاتھوں وہ خود بھی برباد ہوئے اور قدرت نے بدلے کا جو قانون مقرر کر رکھا ہے وہ پورا ہوا۔

عزت کی زندگی کے دو ہی راستے ہیں۔ جوانمردوں کی طرح زندہ رہنا یا جوانمردوں کی طرح جان دے دینا۔ ٹیپو سلطان نے اپنے اہل وطن کے سامنے ۱۷۹۹ء میں یہی نمونہ عملی رنگ میں پیش کیا تھا۔ اس کی شہادت کے بعد فرنگی ہنستے کھیلتے پورے ملک پر قابض ہو گئے۔

لیکن سلطان شہید نے آزادی کی جو آگ جلائی تھی وہ برابر سلگتی رہی۔ کبھی کبھی اس میں بھڑک بھی پیدا ہوئی۔ آخر کار اس نے انگریزوں کے اقتدار کو جڑ کر خاکستر کر دیا۔ گویا سلطان نے جو خواب دیکھا تھا وہ ڈیڑھ سو سال کے بعد پورا ہوا۔ آج نظام اور مرہٹوں کا کوئی نام بھی نہیں لیتا۔ لیکن ٹیپو سلطان نے خون شہادت سے عزت مندانہ زندگی کا جو نقش جمایا تھا وہ پوری آب و تاب سے چمک رہا ہے اور جب تک دنیا باقی ہے برابر چمکتا رہے گا۔

(ارشاد احمد خاں - ربوہ)

ایضاً

ایک شہر میں بہت زیادہ بارش ہوتی تھی جس کی وجہ سے دفتر کے لوگ اکثر لیٹ ہو جایا کرتے تھے۔ لیٹ ہونے کی وجہ سے انہیں دفتر کے بلیک بورڈ پر لکھنا پڑتا تھا۔ کہ وہ کس وجہ سے دیر سے آئے۔ اس بات سے انہیں سخت کوفت ہوتی۔ آخر کار انہوں نے مل کر ایک ترکیب سوچی کہ جو شخص پہلے آئے وہ لکھ دیا کرے اور باقی اس کے نیچے (،،) کا نشان لگا دیا کریں۔

ایک دن ایک شخص کے ہاں جڑواں لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ اتفاق سے وہ اس دن دوسروں سے پہلے دفتر میں آیا۔ اس نے لکھ دیا کہ اس کے ہاں جڑواں لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ باقی سب نے اس کے نیچے وہی نشان لگا دیا۔ اسی دن ایک افسر معائنے کے لئے آگیا اور اس نے ان سب کو بھاری جرمانہ کیا۔ جس سے انہوں نے آئندہ لیٹ آنا بند کر دیا۔

(منیرہ کوثر۔ چنیوٹ)

Digitized by khilafat Library Rabwah

آپ کو معلوم ہی ہے؟ کہ
حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضؓ کے مشہور شاگرد

حکیم نظام جان صاحب (مرحوم)

کے دواخانہ کا نام اب

مشہور دواخانہ

ہو چکا ہے۔ اور خط و کتابت کے لئے اب اتنا پتہ کافی ہوتا ہے

مشہور دواخانہ ربوہ رجسٹرڈ

چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ۔ فون ۷۴۸۴۴

ربوہ فون ۶۳۸ نگران حکیم عبدالحمید درجہ اوّل

روزنامہ الفضل ربوہ

ہمارا آپ کا اور سب کا اخبار

اس میں حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات سے اقتباسات۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کے روح پرور خطاب۔ علمائے سلسلہ کے اہم مضامین۔ بیرونی ممالک میں جماعت کی تبلیغی مساعی کی تفاصیل اور ملکی و عالمی اہم خبریں شائع ہوتی ہیں۔ آپ خود بھی یہ اخبار پڑھیں اور دوسروں کو بھی مطالعہ کے لئے دیں۔ اس کی توسیع اشاعت آپ کا جماعتی فریضہ ہے۔

(مینیجر روزنامہ الفضل ربوہ)

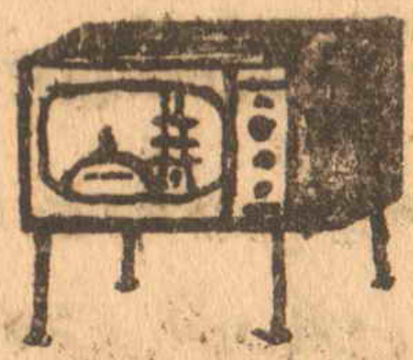

ہر قسم کے ریڈیو،
ٹیلیویژن۔ ریفریجریٹر
ایئر کنڈیشنرز اور
سوئی گیس کے چولہوں وغیرہ کی خرید و فروخت کے
لئے

محمود ٹیلی ویژن کمپنی
۲۱۔ ہال روڈ لاہور
فون نمبر: ۵۲۸۲۱

ہر قسم کا سامان سائنس و اجبی نرخوں پر
خریدنے کے لئے

الائیڈ

سائنٹیفک سٹور

گنپت روڈ لاہور کو ہمیشہ
یاد رکھیں
فون نمبر ۶۴۵۰۰

Digitized by khilafat Library Rabwah

خبرنامہ تشحیذ

خبرنامہ تشحیذ کے لئے مفید۔ اہم اور دلچسپ وعجیب معلومات بھجواتے وقت ان کا حوالہ اور ماخذ ضرور لکھیئے۔ (ادارہ)

سوال جو سانپ کو سمجھنے میں مدد دیتے ہیں

سانپ انسان کا ازلی دشمن سمجھا جاتا ہے۔ دشمنی کی وجہ سے لوگوں میں اس کے متعلق بہت سی غلط باتیں بھی مشہور ہو گئی ہیں۔ ایک ماہر حیوانیات نے جو عرصے تک شکاگو نیچرل ہسٹری میوزیم میں سانپوں کے شعبے کے انچارج بھی رہ چکے ہیں۔ حال ہی میں ایک نئی کتاب شائع کی ہے۔ اس کے مطالعہ سے چونکا دینے والے اور حیرت انگیز حقائق کا انکشاف ہوتا ہے۔ سانپوں کے بارے میں چند معروف سوالوں کے جواب درج ذیل ہیں۔ ان پر ایک نظر ڈال کر آپ یقیناً چونک اٹھیں گے۔

(۱) کیا سانپ انسان کو اپنی کنڈلی میں لپیٹ کر اس کو دم گھونٹ سکتا ہے؟

جواب:۔ جی نہیں۔ دم گھٹنے کی اصل وجہ یہ ہے کہ سانپ کی گرفت میں آنے کے بعد خواہ وہ انسان ہو یا حیوان۔ بدحواسی کا شکار ہو جاتا ہے اور اپنی جان چھڑانے کے لئے اندھا دھند ہاتھ مارنے لگتا ہے۔ اس زور آزمائی کی صورت میں جسم کو آکسیجن کی بہت زیادہ مقدار درکار ہوتی ہے۔ نتیجتاً سانس پھول جاتا ہے اور شکار آکسیجن کے حصول کے لئے زور زور سے سانس لینے لگتا ہے۔ سانپ اس صورت سے پورا پورا فائدہ اٹھاتا ہے۔ سانس خارج کرنے سے جونہی شکار کا سینہ پچکتا ہے اُسے اپنی گرفت مضبوط کرتے اور کنڈلی کو کسنے کا مزید موقع مل جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ شکار کو اچھی طرح جکڑ لیتا ہے اور اس کے لئے سانس لینا دشوار ہو جاتا ہے۔

(۲) کیا سانپ کی آنکھوں میں شکار کو بے بس کر دینے والی مقناطیسی کشش ہوتی ہے؟

جواب:۔ سانپ کی آنکھوں میں کشش والی

Digitized by khilafat Library Rabwah

کوئی بات نہیں۔ یہ غلط فہمی اس کے ٹکٹکی باندھ کر گھورنے سے پیدا ہوئی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ سانپ قدرتی بناوٹ کی وجہ سے نہ تو آنکھیں جھپک سکتا ہے اور نہ بند کر سکتا ہے اس کی آنکھوں پر ایک باریک اور شفاف جھلی لپیٹی ہوتی ہے۔ اس لئے سوتے ہوئے بھی اس کی آنکھیں کھلی رہتی ہیں۔

(۳) سردیوں میں سانپ کہاں چلا جاتا ہے؟

جواب: - اپنے آپ کو گرم رکھنے کے لئے سانپ کے جسم پر کوئی موثر بندوبست نہیں ہے۔ اس لئے اسے مجبوراً گرم ماحول میں رہنا پڑتا ہے کہ اس کا جسم ضروری حرارت جذب کرتا رہے۔ سردیوں میں وہ اسی لئے نیچے زمین میں چلا جاتا ہے۔ سطح زمین میں خواہ کتنی ہی ٹھنڈک ہو ایک فٹ نیچے خاصی گرمی ہوتی ہے۔

(۴) کیا دانتوں کے نشان دیکھکر معلوم کیا جاسکتا ہے کہ ڈسنے والا سانپ زہریلا تھا یا بے ضرر؟

جواب: - زخم کے گرد دو دانتوں کی موجودگی عام طور پر سانپ کے زہریلے ہونے کی علامت ہوتی ہے۔ لیکن اسے حرف آخر سمجھنا ٹھیک نہیں۔ افعی اور پہاڑی ناگ جیسے کئی زہریلے سانپ اپنے چھوٹے اور بے ضرر دانتوں کے نشان بھی جگہ پر چھوڑ جاتے ہیں۔ اس لئے دو سے زیادہ نشان دیکھ کر مطمئن ہو جانا مناسب نہ ہوگا۔ یہ غفلت جان لیوا ثابت ہو سکتی ہے۔ زخم میں جلن اور سوج سانپ کے زہریلے ہونے کی ایک واضح علامت ہے۔ دانتوں کے نشان خواہ دو ہوں یا دو سے زیادہ بروقت اور مناسب علاج ضروری ہے۔

(۵) سانپ کے زہر کے اثرات کیا ہوتے ہیں؟

جواب: - سانپ کا زہر پروٹین کے مختلف پیچیدہ اجزاء کا مرکب ہے۔ اس کا ابھی تک مکمل کیمیائی تجزیہ نہیں کیا جا سکا۔ اقسام کے لحاظ سے ہم اسے دو حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ ایک زہر وہ ہے جس کے نتیجے میں جسم کا متاثرہ حصہ سوج جاتا ہے۔ اور خون کے خلیوں کو نقصان پہنچنے اور چھوٹی رگوں کے پھٹنے سے خون بہنے لگتا ہے یہ تاثر افعی ناگ کے زہر میں پائی جاتی ہے۔ دوسری قسم کا زہر براہ راست دل اور پھیپھڑوں پر اثر انداز ہوتا ہے۔ اس کے نتیجہ میں یہ دونوں کام کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔ یہ علامتیں کوبرا اور پہاڑی سانپ کے ڈسنے سے پیدا ہوتی ہیں۔

(۶) سانپ کی دنیا میں کتنی اقسام ہیں؟

جواب: - دنیا بھر میں سانپوں کی ۲۵۰ مختلف اقسام پائی جاتی ہیں۔ مختلف خطوں میں ان کی تعداد حسب ذیل ہے:-

"	جنوب مشرقی ایشیا	۳۸۹
"	جنوبی مشرقی الہند	۳۴۵
"	میکسیکو	۳۲۶

Digitized by khilafat Library Rabwah

ریاستہائے متحدہ امریکہ و کینیڈا : ۱۱۴

یورپ ۳۱

(۷) کیا سمندری اژدھے کا وجود حقیقت ہے یا افسانوی ؟

جواب :- سمندری اژدھا جسے عام طور پر عفریت کہا جاتا ہے کوئی شے نہیں - یہ محض افسانوی قصے کہانیوں کی پیداوار ہیں۔ سمندر میں پائے جانے والے حقیقی سانپ عموماً تین چار فٹ لمبے ہوتے ہیں - ایک آدھ نو دس فٹ لمبا بھی ہو سکتا ہے - یہ تمام سانپ زہریلے ہوتے ہیں اور پانی روکنے کے لئے ان کی ناک پر والو لگے ہوتے ہیں -

(۸) سب سے لمبا سانپ کونسا ہے ؟

جواب :- مختلف براعظموں میں الگ الگ لمبائیوں کے سانپ موجود ہیں - ان کی تفصیل اور نام یوں ہیں :-

ایشیا - چتکبرا اژدھا ۲۲ فٹ

جنوبی امریکہ - چیتل سانپ ۳۰ فٹ

افریقہ - پہاڑی اژدھا ۲۵ فٹ

آسٹریلیا - ارغوانی اژدھا ۲۱ فٹ

شمالی امریکہ - اژدر ۱۸ فٹ

(اسمٰعیل مبارک احمد راولپنڈی چھاؤنی)

دُنیا کا سب سے وزنی قرآن

دنیا کا سب سے وزنی قرآن شریف ایران میں کم کے تاریخی مقام پر چھ سال سے تحریر کیا جا رہا ہے جس کے صفحات کی لمبائی تقریباً دو گز ہے اور چوڑائی ڈیڑھ گز - صفحات چھ سو اور وزن تقریباً تین ہزار کلوگرام یعنی کم و بیش ۸۵ ٹن سے زائد ہے - تین سو پختہ رنگوں میں تحریر کئے جانیوالے اس قرآن کریم کو غسل دیا جا سکے گا - دانش گاہ سپاہیان انقلاب میں چار ماہ رہ کر ایران کے دورے سے واپسی پر خواجہ فرید گورنمنٹ کالج کے صدر شعبۂ فارسی پروفیسر عبدالعزیز نے بتایا کہ فن تحریر میں ایرانی فنکار بے مثل ہیں - انہوں نے مغل شہزادہ شاہ رُخ کے قلم سے ہرن کی کھال پر لکھے گئے قرآن کی تفصیلات بتائیں جو شیراز کے قرآن دروازہ میں رکھا ہوا ہے -

(نام نہیں لکھا)

ہر قسم کی انگریزی ادویات کی خرید اور نسخہ جات کی تیاری کیلئے

EL-KEMISTS

الکیمسٹس

سیٹلائٹ ٹاؤن - راولپنڈی

منظور شدہ کیمسٹس برائے واپدا - ریڈیو پاکستان پاکستان ٹوبک انرجی کمیشن - ایچ ایف ایف اور نسپاک (NESPAK) کی خدمات سے فائدہ اٹھائیں - فون :- ۴۱۶۶۴

Digitized by khilafat Library Rabwah

دماغ لڑائیے

(سید طاہر احمد۔ کراچی)

(۱) جی ہاں! اسلم میرا بھائی ہے لیکن میں اسلم کا بھائی نہیں! بتائیے پھر آخر میں کیا ہوں؟

(۲) اڑتالیس پنسلوں کی دو ڈھیریاں ہیں اور بڑی ڈھیری میں چھوٹی ڈھیری سے تین گنا زیادہ پنسلیں ہیں۔ بتائیے چھوٹی ڈھیری میں پنسلوں کی تعداد کتنی ہے؟

(۳) کاشف نے کچھ کپ خریدے لیکن ان میں "ک" کپ ٹوٹ گئے۔ بتائیے کل کتنے باقی بچے؟

(۴) کیا آپ ایسی چیز کا نام بتا سکتے ہیں جو کامیابی کے موقعہ پر پہنائی جاتی ہے لیکن اس کے لغوی معنے شکست کے ہیں؟

(۵) فرض کیجئے کہ ایک گھر میں ایک لڑکی کی جتنی بہنیں ہیں اس کے اتنے ہی بھائی ہیں اور اس کے گھر میں لڑکے کے جتنے بھائی ہیں اس سے دوگنی بہنیں ہیں۔ بتائیے بھائی بہنوں کی تعداد کتنی ہے؟

(۶) بتائیے کون سے لوگ اپنی زبان سے کسی کی برائی نہیں کرتے؟

(۷) بتائیے وہ کونسی چیز ہے جو آگ میں پلتی ہے؟

(۸) سات شاعروں کے نام تلاش کیجئے۔

"میں صدر سے ملا اور ان سے درخواست کی کہ آپ کا اقبال بلند ہو۔ آپ کو خدا اپنے دشمنوں پر غالب فرمائے۔ آپ جیسا مومن آدمی بار بار پیدا نہیں ہوتا آپ ظفر یاب ہوں۔ آپ میں جرأت اور حوصلہ پیدا ہو۔ میرا یہ کام کر کے فیض حاصل کریں۔ اللہ تبارک تعالیٰ اس احسان کا بدلہ دے گا۔ آپ کے دشمن راہی ملکِ عدم ہوں گے۔"

(۹) میرے پاس ۲۸ روپے ہیں اور سعیدہ کے پاس ۳۵ روپے۔ سعیدہ مجھے اور کتنے روپے دے کہ میرے روپے سعیدہ کے روپوں سے دوگنے ہو جائیں۔

(۱۰) دو آم کے درختوں پر کچھ کبوتر بیٹھے تھے پہلے درخت والے کبوتروں نے دوسرے درخت والے کبوتروں سے کہا "اگر تم میں سے ایک ہمارے پاس آجائے تو ہم دوگنے ہو جائیں گے۔ دوسرے درخت پر بیٹھے ہوئے کبوتر کہنے لگے اگر تم میں سے ایک ہمارے پاس آجائے تو ہم

(باقی صفحہ ۴۳ پر ملاحظہ فرمائیں)

Digitized by khilafat Library Rabwah

ناصرات کے صفحات

مکالمہ (متوازن غذا)

شازیہ! منصورہ آپی۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بے شمار نعمتیں عطا کی ہیں جن میں سے پھل، سبزیاں اور دالیں ایسی نعمتیں ہیں جنہیں ہم ہر روز استعمال کرتے ہیں۔ صحت کو قائم رکھنے کے لئے یہ تینوں چیزیں ایک اہم کردار ادا کرتی ہیں لیکن متوازن غذا کسے کہتے ہیں؟ ذرا اس کے متعلق وضاحت سے بتا دیجئے گا۔

منصورہ! بہن۔ خداوند کریم نے انسان کو پیدا کیا اور وہ جانتا ہے کہ انسان کیلئے کونسی غذا اچھی ہو سکتی ہے۔ چنانچہ اسی طرح غذا کے پھل۔ سبزیاں۔ دالیں اور حبوب پیدا کئے۔ غذا طرح طرح پیٹ نہیں بھرتی۔ بلکہ زندگی اور صحت کو قائم رکھنے میں غذا کے اجزاء حصہ لیتے ہیں اسکے صرف جسم کی نشوونما ہی نہیں ہوتی۔ بلکہ جسم کو حرارت اور طاقت بھی پہنچتی ہے۔

شازیہ! ٹھہریئے گا آپی۔ میں قلم اور کاغذ لیکر آپ کی بتائی ہوئی سب باتیں نوٹ کر لوں ہاں تو ذرا بتائیے گا کہ متوازن غذا کیسی ہوتی ہے؟

منصورہ:۔ متوازن غذا:۔ صحت کو قائم رکھنے کے لئے ہمیں روزانہ ایسی خوراک منتخب کرنی چاہیئے جس میں غذا کے تمام اجزاء پوری مقدار میں موجود ہوں۔

ماہرین سائنس نے غذا کے بنیادی اجزاء حسب ذیل قرار دیئے ہیں۔ ان کا ہماری روزمرہ خوراک میں پایا جانا ضروری ہے۔ تبھی ہماری خوراک اور غذا متوازن ہوگی۔

(۱) لحمیات:۔ پروٹین (PROTEIN) مثلاً گوشت، مچھلی، انڈے اور پنیر جو کہ جسم کی بڑھوتی اور نشوونما کے لئے فائدہ مند ہیں۔

Digitized by khilafat Library Rabwah

۲۔ روغنیات :۔ فیٹس (FATS) مثلاً گھی
تیل۔ مکھن اور دودھ جو کہ جسم کو
حرارت مہیا کرتے ہیں۔
۳۔ شکریات :۔ کاربوہائی ڈریٹس
(CARBOHYDRATES) شکر اور
نشاستہ دار اجزاء یہ جسم میں توانائی اور
قوت پیدا کرنے کے کام آتے ہیں۔
۴۔ معدنی نمکیات : منرل سالٹس
(MINERAL SALTS) مثلاً کھانے
کا نمک، چونا، تانبا، لوہا، گندھک، فاسفورس۔
یہ جسم کی تعمیر اور تقویت کا باعث ہیں۔
۵۔ پانی :۔ تمام غذاؤں میں ہوتا ہے۔
۶۔ حیاتین :۔ وٹامنز (VITAMINS)
حیاتین غذا کا اہم جزو ہے۔ یہ قائم حیات
جسمانی، توانائی اور اچھی صحت کے لئے
حیاتین بہت ضروری ہے۔ ان میں سے
وٹامن A وٹامن B وٹامن C وٹامن D
وٹامن H زیادہ مشہور ہیں جو مختلف
سبزیوں، دالوں اور پھلوں میں پائے
جاتے ہیں۔ ان کی عدم موجودگی سے جسم کو
بہت سی بیماریاں لگ جاتی ہیں۔

شازیہ :۔ واہ رے آپی۔ آپ نے متوازن غذا
کے متعلق ایسی معلومات بہم پہنچائی ہیں کہ کیا
کہنے۔ آپ کے حافظہ کے ساتھی آپی۔ کھانے
کے متعلق بھی کچھ ہدایات بتا دیجئے گا۔

منصورہ :۔ کھانا ہمیشہ مقررہ وقت پر کھانا چاہیئے
اس طرح آدمی کو ہر کام باقاعدہ کرنے کی
مشق ہوتی ہے۔ نیز بھوک بھی اچھی طرح لگتی
ہے اور اس طرح صحت بھی عمدہ ہو جاتی ہے۔
(۲) بھوک سے زیادہ کھا لینے سے بدہضمی
ہو جاتی ہے۔ پیٹ میں درد پیدا ہو جاتا ہے
جی متلاتا ہے اور یہ صحت پر برا اثر ڈالتا
ہے۔

شازیہ :۔ ہاں آپی۔ غذا خوش نما، خوش ذائقہ
اور اچھی طرح پکی ہوئی ہونی چاہیئے۔
منصورہ :۔ اس کے علاوہ غذا آہستہ آہستہ
اور خوب چبا کر کھانی چاہیئے۔ کھانے
کے ساتھ پانی کم پینا چاہیئے۔ زیادہ پانی
سے معدے کی رطوبت پتلی ہو جاتی ہے
جس سے ہاضمہ کمزور ہو جاتا ہے۔
سب سے اہم بات۔ کھانا ہمیشہ ہاتھ
دھو کر کھانا چاہیئے۔ ورنہ اس کے ذریعے
جراثیم جسم کے اندر چلے جاتے ہیں جن سے
مختلف بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ نیز
کھانا کھانے سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور
کھانے کے بعد الحمد للہ کہنا چاہیئے۔ اس سے
غذا کے ساتھ تعلق پختہ ہوتا ہے۔

شازیہ :۔ منصورہ آپی بہت شکریہ آپ نے آج متوازن غذا
کے متعلق بہت سی باتیں میرے گوش گذار کیں
ہیں۔ انشاء اللہ میں ان سب باتوں پر عمل کروں گی۔

(نسیم اختر کوٹ عبدالمالک)

Digitized by khilafat Library Rabwah

ایک خوشنما کونہ

مرسلہ

شہلا لطیف ۔ گلگشت کالونی ۔ ملتان

Digitized by khilafat Library Rabwah

مرتبہ: سلطان احمد مبشر سیکرٹری اشاعت اطفال الاحمدیہ مرکزیہ

مجالس کی خبریں

مجلس اطفال الاحمدیہ رجوعہ ضلع گجرات

۱۲ مارچ ۱۹۷۸ء کو قائد صاحب حلقہ رجوعہ کی نگرانی میں ایک مثالی وقار عمل ہوا جو دو گھنٹے جاری رہا۔ گاؤں کے شمال کی طرف ایک خراب راستہ کی مرمت کی گئی۔ اطفال نے کسیاں لاکر مٹی کھود کھود کر راستہ پر ڈالی اور پھر دُور دُور سے پکی اینٹیں اُٹھا کر لاتے رہے۔ ابھی راستہ مکمل نہیں ہوا تھا کہ پروگرام ختم کرنا پڑا۔

۲۴ مارچ ۱۹۷۸ء کو اسی راستہ کو قائد صاحب حلقہ کی نگرانی میں اطفال نے لگاتار تین گھنٹے کام کر کے مکمل کر لیا۔ اس کے بعد چوہدری صفدر علی ڈرائنگ قائد حلقہ رجوعہ نے اطفال کو انعامات دیئے جنہوں نے وقار عمل میں نمایاں کام کیا تھا۔ بعد ازاں چوہدری مرزا خان صاحب ڈرائنگ صدر جماعت احمدیہ رجوعہ نے اطفال کی حوصلہ افزائی فرمائی۔

(ناظم وقار عمل رجوعہ ضلع گجرات)

۲۵ مارچ کو مجلس اطفال الاحمدیہ رجوعہ نے تلاوت، نظم اور نظم خوانی کا مقابلہ کرایا جس کے بعد انعامات تقسیم کئے گئے۔ (مربی اطفال مجلس رجوعہ)

۲۴ مارچ کو مجلس اطفال الاحمدیہ رجوعہ اور مراڑہ کے مابین تقریری مقابلہ ہوا۔ خدام اور انصار بھی وہاں موجود تھے۔ جلسہ کے اختتام پر مہمانوں کو چائے پیش کی گئی۔

(قائد مجلس رجوعہ)

مجلس اطفال الاحمدیہ دارالذکر فیصل آباد

۳۱ اپریل ۱۹۷۸ء کو صبح ۸ تا ۱ بجے دوپہر مجلس نے ایک تعلیمی اور تربیتی کورس کا اہتمام کیا۔ جس میں ۴۰ اطفال نے شرکت کی۔ بارش کے باوجود خدا تعالیٰ کے فضل سے پروگرام نہایت کامیاب رہا۔ ۳ اجلاس منعقد ہوئے۔ اطفال کو ستارہ، ہلال، قمر اور بدر اطفال کا کورس اور دینی معلومات کا کتابچہ پڑھایا گیا۔

قائد صاحب مجلس اور مربی اطفال نے تربیتی موضوعات پر خطاب کیا۔ "کلوا جمیعًا" کے پروگرام میں مکرم امیر صاحب نے بھی بنفس نفیس شرکت فرمائی۔ جس کے بعد تمام اطفال کا طبی معائنہ کرایا گیا۔ نماز جمعہ کے بعد جلسہ سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں ۷۵ اطفال نے شرکت کی۔ (ناظم اطفال مجلس دارالذکر)

Digitized by khilafat Library Rabwah

مجلس اطفال الاحمدیہ دارالعلوم غربی ربوہ

مجلس نے ۱۹ رمئی ۱۹۷۸ء کو بعد نماز مغرب مسجد صادق میں جلسہ یوم والدین منعقد کیا مکرم محترم مولوی عبدالکریم صاحب شرما اور مولوی روشن دین صاحب نے اطفال سے خطاب کیا۔ منتظم اطفال نے سیرت النبیؐ کے موضوع پر تقریر کی جس کے بعد انعامات تقسیم کئے گئے۔ اس سے قبل مجلس نے علمی اور ورزشی مقابلہ جات بھی کرائے تھے۔ جلسہ کے اختتام پر مہمانانِ کرام کو چائے پیش کی گئی۔

(جنرل سیکرٹری مجلس دارالعلوم غربی ربوہ)

مجلس اطفال الاحمدیہ مارٹن روڈ کراچی

مجلس نے سہ روزہ تربیتی اجلاس ۱۱ر اپریل تا ۱۳ر اپریل ۱۹۷۸ء مسجد احمدیہ میں منعقد کی۔ جس میں ۶۴ اطفال میں سے اوسطاً ۳۲ نے شرکت کی۔

درود شریف، اطفال کا عہد، نماز، صد سالہ جوبلی کی دعائیں اور مرکزی سالانہ امتحانات کے بارہ میں جائزے لئے گئے۔

مکرم صدر صاحب حلقہ اور عہدیداران اطفال نے مختلف موضوعات پر تقاریر کیں۔

(قائد مجلس خدام الاحمدیہ مارٹن روڈ کراچی)

مجلس اطفال الاحمدیہ عزیزآباد کراچی

۱۹ رمئی ۱۹۷۸ء کو ایک اجتماعی وقار عمل ہوا جس میں ۷۶ اطفال نے جانفشانی سے کام کیا۔ ان کے کام کو ازحد سراہا گیا۔

یاد رہے کہ ۲۸ر جنوری کو بھی اسی قسم کا عظیم الشان وقار عمل کیا گیا تھا۔

مجلس اطفال الاحمدیہ بدوملہی ضلع سیالکوٹ

۲۶ رمئی ۱۹۷۸ء کو ایک مثالی وقار عمل ہوا اس میں ایک اہم کچی سڑک کی مرمت کی گئی۔ کل ۴۰ اطفال شامل ہوئے۔

مجلس اطفال الاحمدیہ دارالذکر فیصل آباد

۹ر جون ۱۹۷۸ء کو جھال خانوانہ نہر پر پکنک منائی گئی جس میں وقار عمل کیا گیا اور مختلف مقابلہ جات کا انعقاد ہوا۔

مجلس اطفال الاحمدیہ ترگڑی ضلع گوجرانوالہ

۹ر جون ۱۹۷۸ء کو پکنک کا پروگرام تھا۔ جس میں ۲۵ افراد شامل ہوئے۔ نیز لطائف اور بیت بازی بھی ہوئی۔

۲۰ر جون کو تربیتی کلاس کا انعقاد ہوا۔ جس میں علمی مقابلہ جات ہوئے۔ رات کو جلسہ یوم والدین میں انعامات تقسیم کئے گئے۔

Digitized by khilafat Library Rabwah

مجلس اطفال الاحمدیہ کنری ضلع تھرپارکر

۲۹ رجون ۱۹۷۸ء کو پکنک منائی گئی جس میں ۲۵ اطفال شریک ہوئے۔ طعام سے فارغ ہونے کے بعد ۲½ ۴ بجے واپسی ہوئی۔

مجلس اطفال الاحمدیہ لاٹھیانوالہ ضلع فیصل آباد

۳۰ رجون کو عام اجلاس ہوا جس میں تلاوت و نظم اور اذان و تقریر کا مقابلہ ہوا۔ محترم قائد صاحب نے بھی خطاب کیا۔ آخر میں دعا ہوئی۔

مجلس اطفال الاحمدیہ چک سرا ۶۴ ضلع شیخوپورہ

۷ رجولائی ۱۹۷۸ء کو اطفال الاحمدیہ دارالعلوم شرقی ربوہ سے علمی مقابلے ہوئے جس میں اطفال مجلس ہذا نے نمایاں پوزیشن حاصل کی۔

مجلس اطفال الاحمدیہ دارالذکر لاہور

۷ رجولائی ۱۹۷۸ء بروز جمعہ اجتماع ہوا۔ جس میں ۴۶ اطفال شریک ہوئے۔

پہلے اجلاس میں ورزشی مقابلوں کے علاوہ علمی مقابلہ جات بھی ہوئے۔ اطفال نے شوق سے ان میں حصہ لیا۔

دوسرے اجلاس میں مکرم قائد صاحب حلقہ کے خطاب اور کلوا جمیعاً کے بعد دعا سے یہ اجتماع اختتام پذیر ہوا۔

مجلس اطفال الاحمدیہ مقامی ربوہ

مجلس ربوہ نے ماہ اگست ۱۹۷۸ء میں شعبہ اشاعت کے تحت تشحیذ الاذہان کے ۸۵ مزید خریدار بنائے۔ اس طرح اس وقت تک کل ۵۷۳ خریدار بنائے جا چکے ہیں۔ اور مزید خریدار بنانے کی کوشش جاری ہے۔ انشاء اللہ

زود فزود ؛

جوابات معمہ نمبر ۱ از صفحہ ۴۱ :- (۱) بہن۔ (۲) ۱۲ پنسلیں۔ (۳) کچھ میں "ک" ٹوٹ گیا تو باقی چھ بچے۔ (۴) ہار۔ (۵) چار بہنیں تین بھائی۔ (۶) گونگے (۷) دھوبی (۸) اقبال، غالب، مومن، ظفر، فیض، احسان، عدم۔ (۹) ۱۴ روپے۔ (۱۰) پہلے پرسات دوسرے پر پانچ ؛

ہفتہ وصولی وقف جدید دفتر اطفال

چوبیس ۲۴ تا تیس ۳۰ ستمبر ہفتہ وصولی وقف جدید دفتر اطفال منایا جا رہا ہے۔ ناظمین اور قائدین مجالس سے درخواست ہے کہ ہفتہ وصولی کامیاب بنانے کے لئے ابھی سے خصوصی پروگرام تشکیل دیں۔ اس ہفتہ میں اس امر کا اہتمام فرمائیں کہ (۱) ہر بچہ اور بچی اس بابرکت تحریک میں شامل ہو۔ (۲) تدریجاً وصولی ثلثی صدی ہو (۳) وصول شدہ رقوم دفتر وقف جدید میں جلد بھجوائیں (۴) ہفتہ کے اختتام پر رپورٹ کارگذاری ارسال فرمائیں ؛ (سیکرٹری وقف جدید اطفال الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

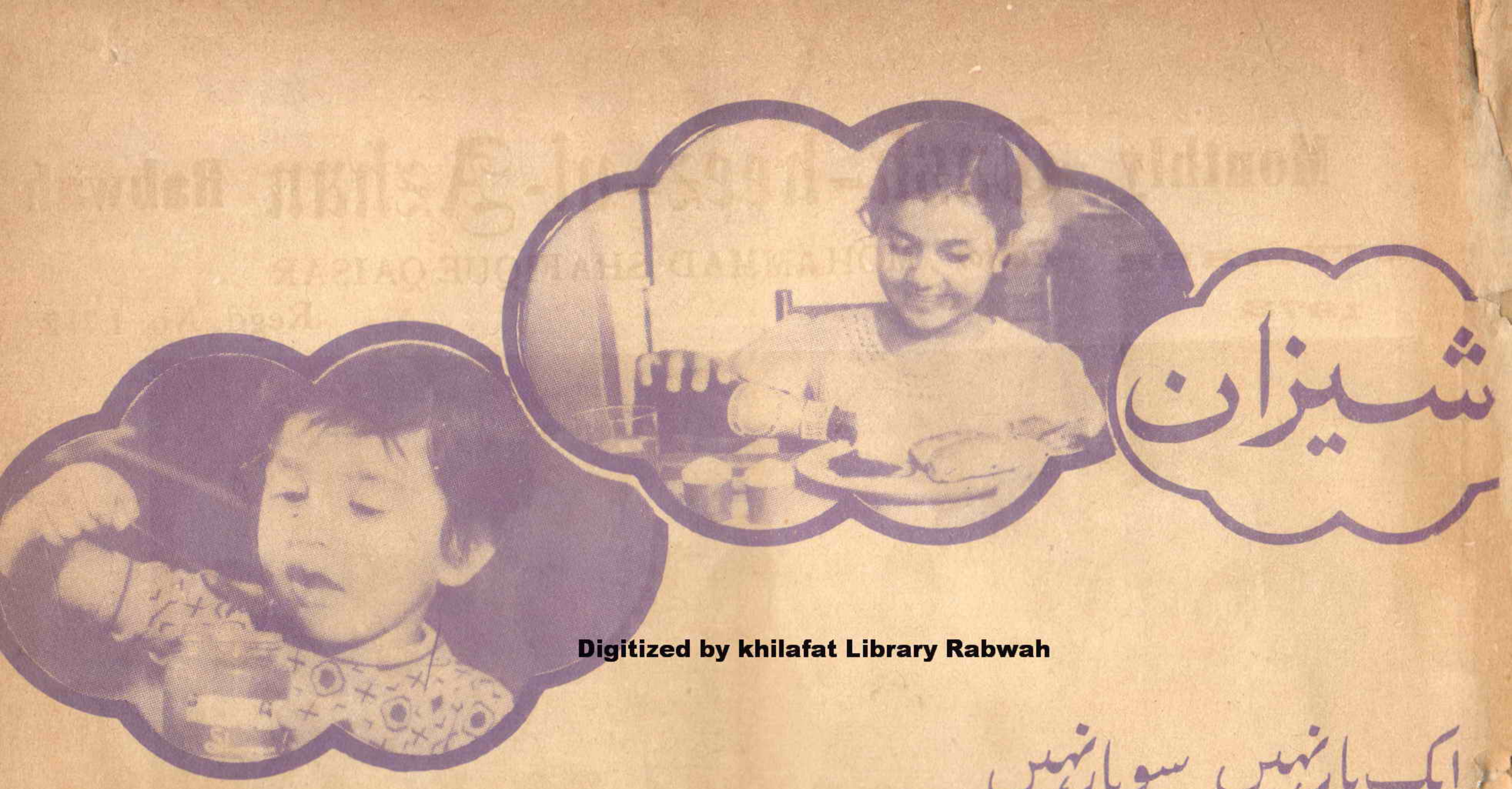

Digitized by khilafat Library Rabwah

ایک بار نہیں سو بار نہیں
میں تو کہوں گی لاکھوں بار

شیزان کی ہر چیز ہے
سب سے مزے دار

شیزان انٹرنیشنل لمیٹڈ - بند روڈ - لاہور

Monthly **Tash-heez-ul-Azhan** Rabwah

SEPTEMBER 1978

Editor, MOHAMMAD SHAFIQUE QAISAR

Regd. No. L7128

Digitized by khilafat Library Rabwah

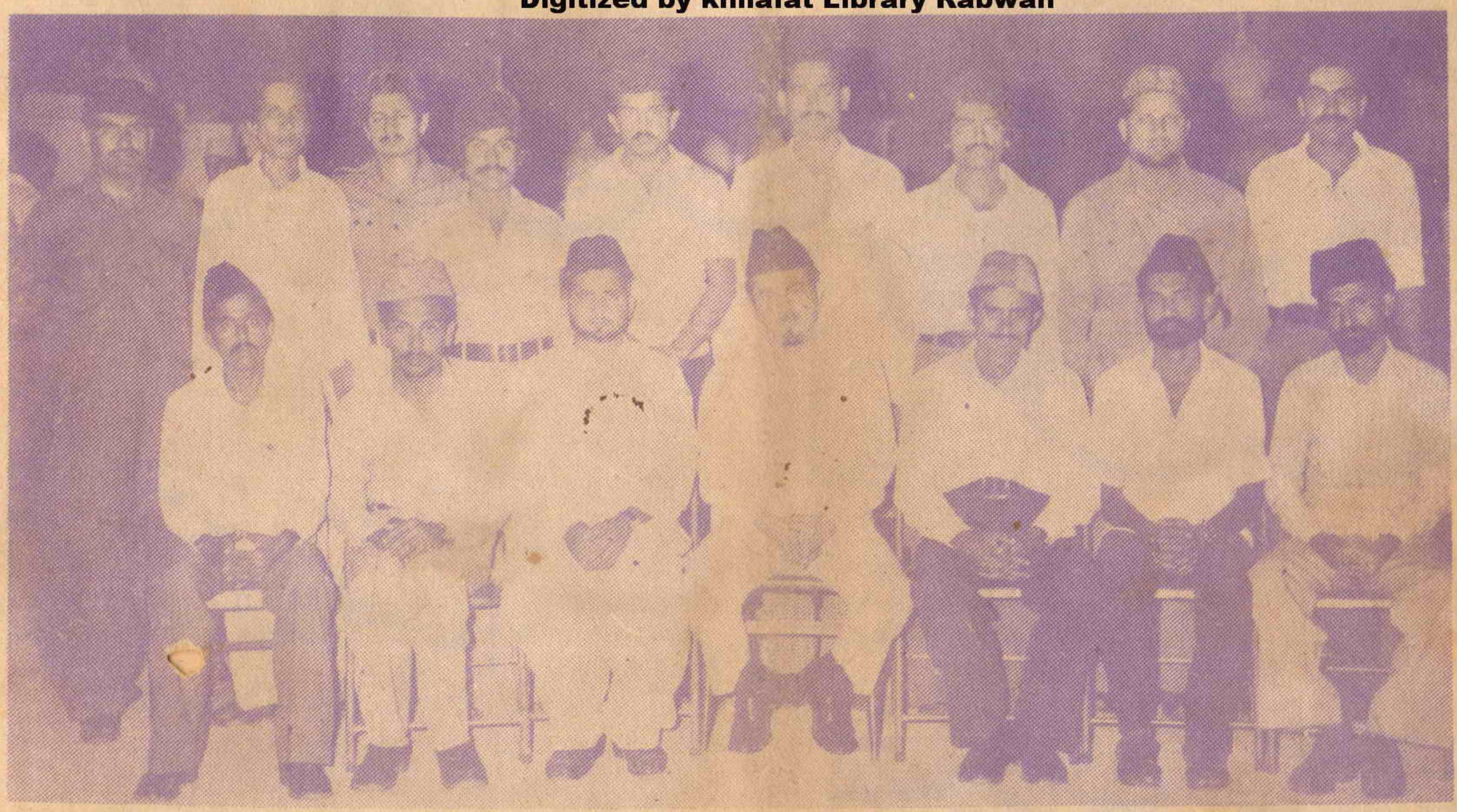

مجلسِ خدّامُ الاحمدیّہ ڈرگ روڈ کراچی کارکردگی کے لحاظ سے سال ۷۷-۱۹۷۶ء میں اوّل قرار پائی۔
ممبران مجلس عاملہ خدّام الاحمدیّہ ڈرگ روڈ محترم صدر صاحب مجلس خدّامُ الاحمدیّہ مرکزیّہ کے ہمراہ۔

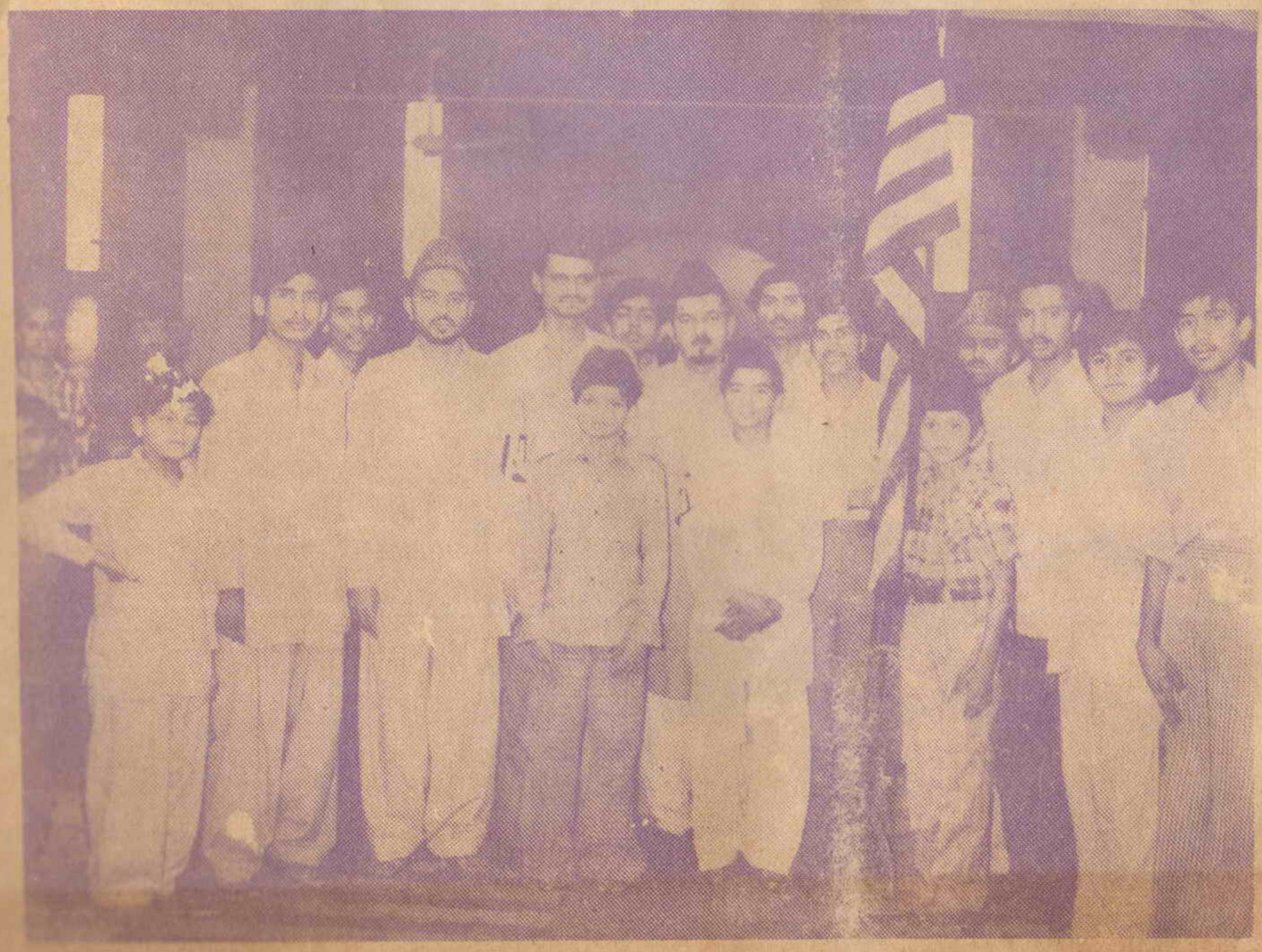

مجلس اطفال الاحمدیّہ۔ ربوہ
سال ۷۸-۱۹۷۷ء میں کارکردگی
کے لحاظ سے اوّل آئی۔ ممبرانِ
مجلس عاملہ اطفال الاحمدیّہ ربوہ
محترم صدر صاحب مجلس خدّام الاحمدیّہ
مرکزیّہ کے ہمراہ۔